رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

چہ گویمت با تو گر آئی بچہار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے للعہ (۲) خواص و معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر تے (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ

فہرست مضامین

ج ۱۰ | نمبر ۳۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۲۴ ہجری

تازہ الہامات و رؤیاء

۲۳ - اگست ۱۹۰۶ء۔ "آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا" یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے۔

۲۵ - اگست ۱۹۰۶ء۔ شفیع اللہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے یہ میرا نام رکھا ہے اور اس کے معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا شفیع۔

۴ - ستمبر ۱۹۰۶ء۔ انی مع الروح آتیک بغتۃ
ترجمہ۔ میں روح کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا۔ رؤیا۔ فرمایا آج ہی ایک خواب میں دیکھا کہ ایک چوغہ زرین جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ ایک چور اس چوغہ کو لیکر بھاگا۔ ادمی چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا بعد اس کے وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ چور اس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اس تفسیر کو نابود کر دے۔

فرمایا اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دے۔ مگر ایسا نہیں ہوگا۔ اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی یہ تعبیر ہے کہ وہ ہمارے لئے موجب عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم

۸ - ستمبر ۱۹۰۶ء۔ پیٹ پھٹ گیا۔
دشمن نہایت اضطراب میں ہے
امین الملک
جے سنگھ بہادر

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

شیملہ - لنڈن ایسٹ انڈیا ایوسی ایشن کے مئی کے اجلاس میں ہندوستانیوں اور انگلو انڈین جماعتوں کی کشیدگی کے دور کرنے اور انہیں قیام اتحاد کے مضمون پر طبع آزمائی کی گئی۔ ایک پارسی لیڈی نے دوران تقریر میں کہا کہ

پردہ سسٹم موجودہ کشیدگی کا بڑا باعث ہے

ست دہرم پرچارک اس رائے کی برجستگی کی تعریف کرتا ہے۔ میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ بلا سوچے سمجھے اور مزید غور کے رائے دینے سے کیا فائدہ؟ کیا ست دہرم پرچارک ان نتائج پر غور کر سکتا ہے جو اس رائے پر عمل کرنے سے پیدا ہو سکتے؟ کیا آئے دن کے عصمت دری کے مقدمات اسے کچھ سبق نہیں دیتے ایسی رائے پر بجائے تعریف کے نفرین کرنی چاہئے۔

آریہ سماج اسلام کے قریب آ رہا ہے

آرین اخباروں میں آج کل ذات پات کی بندشوں کو توڑنے اور غیر مذاہب کے ساتھ خورد و نوش کا سوال چھڑ گیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اسکا کوئی مفید نتیجہ نکلے گا۔ اس سوال کا محرک دراصل دہرم پال ہے شاید اس لئے کہ اسے شودر سمجھا گیا اور اس اعلیٰ سوسائٹی میں اسے جگہ نہ ملی جو وہ سمجھ بیٹھا ہوگا۔ بہر حال اب اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ اعمال و افعال کا لحاظ کر کے ذات بندی ہو اور دیگر کی طرح لفظی بحث تک یہ امر محدود نہ ہو بلکہ اسے عملی لباس پہنایا جاوے میں ایسی تحریک کو پسند کرتا ہوں اسلئے کہ قرآن کریم کی عظمت اس سے ثابت ہوگی جس نے فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور اسطرح پر آریہ سماج لیًا فیومًا اسلام کے قریب آ رہے گا۔ اور اسلام کی فتح ہوگی

سخن فہمی عالم بالا معلوم

یہ بالکل سچی بات ہے کہ جب انسان حق کو چھوڑتا ہے تو اسکی قوت فیصلہ ہی معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اسکی عقلی اور ذہنی طاقتیں بھی مشکوک ہو جاتی ہیں۔ ایک خوش فہم آریہ حضرت مسیح موعود کے خط آسمی ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے اس فقرہ کہ "گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کیلئے زمیں میں خون کی نہریں چلا دیں" سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے اس خوش فہمی پر آریوں کو چاہئے کہ ایسے ذی علم مہاتما کے لئے ایک کانفرنس کر کے شکریہ کا ووٹ پاس کریں اور رشی کی پدوی اسے عطا کریں ورنہ ایسا بوجھ بجھکڑ مشکل سے ملیگا۔؟
برین عقل و دانش بباید گریست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمی نور احمد ولد غلام غوث قوم شیخ ساکن شہر جالندھر محلہ راستہ سیچگواڑہ دروازہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۔ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۸۔ ذی الحج ۱۳۲۳ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد کارآمد ہووے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ الرحمن مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو حسب ہدایت حضرت رب العالمین ہوں۔ تاریخ بیعت مجھ عاجز کی ۳۔ فروری ۱۸۹۲ء ہے۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ سن لیا ہے میں اون ہدایات کا جو اوس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں اون تمام ہدایات کا اور ضوابط و قواعد کا پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شایع ہونگے ہیں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد اُن تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہیں۔ ایک مکان سکونتی شہر جالندھر سیچگواڑہ دروازہ جس میں میرا حصہ چہارم ہے۔ میری حصہ مکان کی قیمت بمشکل یکصد ہوگی۔ اور اراضی چاہی واقعہ شہر جالندھر ہے۔ جو اسوقت عزیزی محمد سعید خلف منشی عزیز الدین صاحب مرحوم ساکن لاہور ٹکسالی دروازہ کے پاس بعوض مبلغ پانصد روپیہ گرو ہے اگر زمین مذکور کو اسوقت فروخت کیا جاوے تو بعد محفوظی حق مرتہن ۱۵۰ مل سکتا ہے میرے مرنیکے بعد اس جائداد میں سے پانچواں حصہ انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنیکے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک تصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ خواہ غیر احمدی ہو۔ میری اس وصیت کردہ جائداد کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ اور گرو سے بری ہوجاوے تو وہ کل زیر وصیت سمجھی جاوے گی۔ اور اسکے پانچواں حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائداد اسکے علاوہ پیدا کروں۔ یا مرنے کے بعد کوئی اور جائداد سوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس ۱/۵ حصہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ وصیت ہذا میں کیا ہے میں ایسے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اور اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا ذکر میں نے۔ فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہے ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالے کر دونگا۔ جس کا اعلان انجمن مذکورہ کی طرف سے میں کرادونگا۔ اور اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے۔ تو پھر میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کو متکفل ہوگی۔ اور میری ورثا ان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اسوقت علم نہیں ہے۔ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ یا قادیان ہی میں نہ پہنچ سکے۔ یا کارپردازان مقبرہ بہشتی کے مصالح اجازت نہ دیں۔ کہ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں۔ میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کہیں اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کراچکا ہونگا۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔

گواہ شد

شیر محمد مدرس مدرسہ سید مٹھا میونسپل بورڈ لاہور

العبد

نور احمد ولد غلام غوث شیخ احمدی ساکن جالندھر سیچگواڑہ دروازہ۔ حال وارد لاہور ٹکسالی دروازہ۔ مکان شیخ عزیز الدین

۳۔ فروری ۱۹۰۶ء — نور احمد بقلم خود

گواہ شد

منصب علی ولد مراد علی شاہ ساکن پھلور حال وارد لاہور

خاک ڈالے سے چاند نہیں چھپتا

میرے خیال میں ایک صادق مامور من اللہ کی صداقت کا یہ نشان بھی ہے کہ ہر ایک شریر اس سے سخت مخالفت رکھتا ہے اور اس کا نام سنتے ہی تن بدن میں مرچیں لگ جاتی ہیں۔ غالباً اسی لئے مسیح نے کہا ہے بہتیرے میرے نام سے دشمنی رکھیں گے میں حیران ہوں کہ دنیا میں ہزاروں بدکار لاکھوں شریر بے دین ہیں مگر ہے کوئی جو اس سے عداوت رکھے یا ان کا نام تک لینے کا روادار ہو۔ میرے دوستو! ایسے ایماندار بہت ہی کم ہیں۔ مگر آؤ میں تمہیں اس الٹی دنیا کی سیر کراؤں جہاں ایک صادق سے محض اسکے صدق کے سبب عداوت رکھی جاتی ہے ہر طرح سے اُسے ستایا جاتا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو اسکی خوبیوں پر پردہ ڈالکر عیب شماری کیجاتی ہے مگر پھر بھی جو "امر حق" ہے وہ خود بخود دشمن سے نکل ہی جاتا ہے یا کم از کم انہیں اپنی کتابوں میں لکھنا پڑتا ہے۔ دیکھئے انجیل میں صاف طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مندرج ہے۔ اس لفظ فارقلیط کے ترجمے میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں کبھی روح حق لکھتے ہیں کبھی روح قدس کبھی کچھ۔ مگر پھر بھی اس بات سے انصاف کے ساتھ انکار نہیں کر سکتے کہ ایک نبی کے آنیکا وعدہ ہے۔ البتہ یہ پادری صاحبان خوب جانتے ہیں اور دبی زبان سے مانتے بھی ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کا وقت آ گیا۔ مگر بیچ بیچ ہے جو انہیں اقرار کرنے نہیں دیتی۔ لیکن انکار کب تک آخر کسی نہ کسی رنگ میں اقرار ہو ہی جاتا ہے "تجلی" میں برناباس کی مشہور انجیل کو غیر معتبر قرار دیکر (اسلئے کہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی اس میں صریحاً موجود ہے) مقدس برناباس کے خط کے نام سے ایک انجیل چھپی ہے جسکی نسبت ہمیں یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ اعتبار کے قابل ہے۔ اسکے پندرھویں باب میں مندرجہ ذیل عبارت ہے جسکی نسبت میں معزز ناظرین الحکم سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اسے توجہ سے پڑھیں۔

"علاوہ اس کے دس حکموں میں جو خداوند نے موسیٰ کو روبرو کوہ سینا پر دیئے "سبت کے" بارے میں یہ لکھا ہے "صاف ہاتھوں اور پاک دل سے خداوند کی سبت کی تقدیس کرو" اور پھر وہ دوسرے مقام میں یہ کہتا ہے "اگر میرے بیٹے سبت کی حفاظت کریں تب میری رحمت انپر قائم رہیگی" خلقت کے شروع میں سبت کا ذکر یوں آیا ہے "اور خدا نے چھ دن میں اپنے ہاتھوں کے کام بنائے اور ساتویں دن ختم کئے، اور آسودہ آرام کیا اور اسے مقدس ٹھہرایا" ۔۔ میرے بچو اس بات کے [illegible] چھ دن میں [illegible] اس سے یہ مراد ہے کہ خداوند ساری چیزیں چھ ہزار سال میں پوری کریگا۔ کیونکہ ایکدن اسکے نزدیک ہزار سال ہے اور وہ خود اسکی تصدیق کرتا ہے یہ کہکر "دیکھو آج کا دن ہزار سالوں کے برابر ہوگا۔ اسلئے اے میرے بچو چھ دن میں یعنی چھ ہزار سالوں میں ساری چیزیں پوری ہونگی اور اس نے ساتویں دن آرام کیا اس سے یہ مراد ہے جب اسکا بیٹا پھر آن کر شریر انسان کا وقت نیست کریگا اور بے دینوں کی عدالت کریگا"

اب ہم مقدس برناباس کے پیارے بچوں سے پوچھتے ہیں کیوں صاحبان ابھی چھٹا ہزار ختم ہوکر ساتواں ہزار شروع ہوا یا نہیں، وہ سبت جبکہ "مسیح" پھر نازل ہونا تھا آیا یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں۔ اگر آگیا تو کہاں ہے آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ وہ سبت کا شہزادہ جاہ و جلال سے قادیان میں نازل ہو چکا مبارک وہ جو اسکی آواز سنتے اور اس کے پیچھے چلتے ہیں۔

راقم اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ذاب کما یذوب الملح

قرآن مجید نے ایک تمثیلی پیرائے میں ہمیں سمجھایا ہے کہ جب کوئی خلیفۃ اللہ زمین پر مبعوث ہوتا ہے اور روح صدق اُنہیں پہونچی جاتی ہے تو ملائکہ اسکی خدمت میں لگ جاتے ہیں۔ انمیں سے بعض تو سعید لوگوں کے دلوں میں الہام کرکے خلیفۃ الحق کے حضور انہیں کھینچ لاتی ہیں۔ اور بعض جنہیں مدبرات امر کہتے ہیں۔ دنیا کی سلطنت کا انتظام اس نہج پر لے آتے ہیں کہ سب حالات صادق کی ترقی کے مطابق ہو جاتے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم جب مبعوث ہوکر خلیفۃ اللہ ہوئے تو چونکہ انکی جماعت کو روم و ایران کی سلطنتوں کا بادشاہ کرنا تھا۔ اسلئے پہلے ہی انمیں نااتفاقی وضعف و انحطاط کا تخم بو دیا گیا جسے نادان حسن اتفاق سے تعبیر کرتا ہے مگر یہ دراصل فعل الٰہی ہے۔ اسیطرح ہم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے زمانہ کو دیکھتے ہیں اور جب اس کے فرض منصبی کسر صلیب (جس سے مراد صرف صلیبی عقائد کی اصلاح ہے نہ کہ ظاہری بادشاہی وغیرہ) کیطرف خیال کرتے ہوئے ساتھ ہی ان واقعات کو دیکھتے ہیں جو خود بخود ارادہ الٰہی سے ہو رہے ہیں تو بے اختیار تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ سب ملائکہ کی کارروائی ہے۔ دیکھئے مسیح کی الوہیت اور اور زندہ آسمان پر اُٹھائے جانیکا خیال بہت سے یورپی دانشمندوں کے خیال سے جاتا رہا ہے۔ وہ بائبل کو بھی بایں معنے الہامی نہیں سمجھتے کہ اول سے آخر تک جو کچھ ہمیں لکھا ہے ٹھیک ہے بلکہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایک انسانی کلام کیطرح غلطیوں کی آمیزش رکھتی ہے۔ اب پادریوں کا زور گھٹانے کیلئے ایک اور سبب قدرت کیطرف سے پیدا ہو گیا ہے جسے ہم "ہندوستان" سے انتخاب کرکے لکھتے ہیں۔

"۱۸۷۰ء سے پہلے ابتدائی تعلیم کے سرکاری سکول بجائے مختلف سوسائٹیوں نے پرائیویٹ سکول قائم کئے ہوئے تھے جنہیں سرکار سے گرانٹ ملتا تھا انہیں والنٹری سکول کہتے تھے [illegible] ایک فریق پیدا ہوئی جس [illegible] سکول بھی قائم ہوگئے جنمیں مذہبی پابندی نہ تھی۔ اور نہ کسی خاص فرقہ عیسائی کی تعلیم دیجاتی۔ ان سکولوں کے قیام سے والنٹری سکولوں کو نقصان پہنچا جس سے مذہبی جماعت (پادریوں) کو سخت صدمہ ہوا اتنے میں کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت ہوئی جو مذہبی جماعت کی پشت و پناہ بلکہ انہیں کا مجموعہ ہے انہوں نے والنٹری سکولوں کو مقامی محاصل سے بہت سا حصہ دلانا چاہا۔ بہت سے ٹیکس ادا کرنیوالے راضی نہ تھے بایں دلیل کہ جو لوگ مذہباً دہریہ ہیں یا عیسائی ہیں یا بالکل لامذہب ہیں یا چرچ آف انگلینڈ کے معتقد نہیں ان سے ایسے سکولوں کی امداد کے لئے محصول لیا جانا بے انصافی ہے جو ان کے خلاف مذہبی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر انکی پیش نہ گئی اور ایک قانون پاس ہو گیا جس سے والنٹری سکولوں کا خرچ مقامی محصولات پر پڑ گیا۔ اس محصول دینے سے لبرل فریق کے کئی ممبروں نے انکار کر دیا اور اس جرم عدم ادائگی محصول میں بعض قید ہوئے اور بعض کا مال و اسباب نیلام ہوا۔ جس سے عام ناراضی پھیلی اور کنسرویٹو فریق کو اس کا خمیازہ عام انتخاب میں اٹھانا پڑا یعنی نتیجہ یہ ہوا کہ لبرل فریق حکمران ہوا اس فریق کے حکمران ہوتے ہوئے وزیر تعلیم نے مسودہ پیش کیا۔ جو ہم لالہ لاجپت رائے جی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں (۱) ہر قسم کے والنٹری سکول مذہبی جماعتوں کے قبضہ و دخل سے نکال لئے جائیں اور ایجوکیشن بورڈ کے ماتحت کر دیئے جائیں۔ سکول کی عمارتوں کی قیمت ان مذہبی جماعتوں کو ادا کر دیجائے۔ جنہوں نے وہ عمارتیں تعمیر کی تھیں غرض کل سکول سرکاری ہو جائیں والنٹری سکول بالکل نہ رہیں تمام انتظام مقامی کمیٹیوں کے سپرد کیا جائے۔ اور کسی مذہبی جماعت کو کسی سکول کے انتظام میں کچھ دخل نہ رہے (۲) عام طور پر ان سکولوں میں مذہبی تعلیم صرف انجیل کی پڑھائی پر محدود ہو اور اس سے بڑھکر کسی قسم کی مذہبی تعلیم کا انتظام نہ ہو (۳) کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے بچہ کو کسی سکول میں ضرور ہی اسوقت سے قبل بھیجے جبکہ انجیل کا سبق ختم ہوکر دنیاوی تعلیم شروع ہونیکا وقت ہو گویا کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ خاص انجیل کی پڑھائی کیوقت یا اس کے دوران میں اپنے بچہ کو سکول میں بھیجے (۵) دیگر سرکاری سکولوں میں اس قسم کا کوئی موقعہ نہ دیا جائے (۶) استادوں پر کسی قسم کی مذہبی پابندی نہ ہو اور نہ استادوں کو یہ اجازت ہو کہ وہ کوئی خاص مذہبی تعلیم دے سکیں (تا آخر)

اس مسودہ کے دیکھنے سے معزز ناظرین الحکم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ پادریوں کو مذہبی خیال پھیلانے میں کسقدر کمزوری ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ اس تصرف بالا رادہ ہستی کے تصرف سے ہو رہا ہے جس نے کسر صلیب کے لئے مسیح موعود کو نازل کیا۔ مسودہ پر بہت بحث و مباحثہ ہو رہا ہے اور کچھ ترمیم بھی ہو گئی۔ مگر تاہم اگلی سی آزادی نہیں رہی۔

راقم اکمل آف گولیکی ضلع گجرات

ہماری جماعت میں علمی مذاق

خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت کا ہر ایک فرد اپنے اپنے رنگ میں فرد ہے مضمون نویسی کا ایک طرز تو وہ ہے جو ہمارے سید و مولیٰ۔ مرشد و مطاع امام الحکم العدل علیہ السلام کا ہے یہ تو وہ رنگ ہے جس سے اعلیٰ ادنیٰ طبقے کا ہر ایک شخص عالم ہو یا جاہل اپنے اپنے مذاق کے موافق لطف حاصل کرتا ہے۔ جیسے قرآن مجید سے ایک عالم نبیل فاضل جلیل لطف اٹھاتا ہے ایسے ہی ایک امی محض بھی ایک خاص ذوق حاصل کرتا ہے یہی اس کے کلام اللہ ہونیکا نشان ہے۔ ہمارے امام کے کلام میں بھی اسی قسم کا اعجاز ہے۔ آپ حضور کی ایک کتاب لیکر ان پڑھ لوگوں کے مجمع میں پڑھی جاوے برابر سمجھتے جائیں گے اور انکی طبائع پر خاص اثر ہوگا۔ مگر ایک عالم فاضل کو بھی مطالعہ سے خاص تاثیر ہوگی۔ دوسرا طرز حکیم الامت کا ہے یعنی فلسفیانہ رنگ میں ایک مطلب و مقصود و مشکل مسئلہ کو محض قرآن مجید ہی سے حل کیا جاتا ہے۔ تیسرا طرز احسن المتکلمین یعنی مولانا محمد احسن امروہی (اللہ تعالیٰ اس فاضل جلیل کو دیر تک ہمارے سر و نیر سلامت رکھے) کا ہے۔ آپ علوم الٰہیہ کے ذریعہ مخالفین کے اصول مان کر کفر شکن مضامین لکھتے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ ہماری جماعت ان علوم کی تحصیل میں خاص کوشش کرے اور اس وقت کو غنیمت سمجھے کیونکہ ایسا بزرگ ہم میں موجود ہے جسکی کتابیں نا چیز اکمل نقد جان دیکر خریدے تو بھی کہے نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز۔ یہ طرز اسلئے زیادہ تر قابل قدر ہے کہ ملاں لوگ ابتک علوم الٰہیہ کے ذریعے بحث نہ کیجائے سمجھتے ہیں احمدی سب جاہل ہیں اور وہ اپنے ہی منطقی الجھنوں میں پڑے رہتے ہیں گویا انکی آنکھوں پر منطق و اصول وغیرہ کا پردہ پڑا ہے جسکو ہٹانے کے لئے یہ طرز کارگر ہے۔ میں نے یہ نوٹ صرف اس لئے لکھا ہے کہ احسن المتکلمین کے مضامین کو سرسری نظر سے نہ دیکھا جایا کرے بلکہ انہیں بیش بہا بلکہ انمول موتی تصور کریں جیسا کہ علما خیال کرتے ہیں اگر خود ہی مطالعہ سے سمجھ نہ آئے تو کسی علم والے سے سمجھنے کی کوشش کریں کسی گذشتہ اشاعت میں پیر مہر علیشاہ صاحب [illegible] کے رد میں ایک رسالہ کا ذکر چھپا تھا مگر وہ تا حال شائع [illegible]

مفرح عنبری — قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

وزن پانچ تولہ — خوراک دو ماشہ — محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر۔ کہ خوبئ زر ٭ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمرز ملک کے لائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریبا محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔

ورنہ من آنم کہ من دانم ٭

مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران وحکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر ولاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے۔ جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔ پبلک جلسوں میں لیکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا ٭

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں۔ جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بوعلی سینا ہی کیوں نہو ہمیشہ ایک عمدہ چیز کی ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لے کر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہو گیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں:-

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب پالون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب کھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبدالمجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈمیک اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپٹی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر انادا چرن سرکار چیرٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی - ایم - ایس سمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب امین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خان صاحب ایچ - ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجو مل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاریباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہریرام صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ - ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال ہانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ - ایس جیوتی مالود ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل جالندھر
جناب ڈاکٹر اے - ٹی - بوس صاحب ایچ ایس دھنوبیوریہا
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خان صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیرالدین صاحب جوبان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع گنتور

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب نانڈگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری - مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب سلاہر پور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب لکواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار توبرگل
جناب حکیم رحیم بخش پاٹنک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب چھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم بر سر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسمیں کوئی POISON یعنی چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریبا کل مشہور پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کو مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اب میں اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں:

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - حصہ دوم - یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے - قیمت ۱۲ ار ست بچن ۱۰ ار آریہ دہرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے - خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں - قیمت ۳ ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود کے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر بیان کی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے - تیسری دفعہ چھپا ہے - قیمت ۲ ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ - دوسری مرتبہ چھپا ہے - قیمت ۲ ر

فیصلہ آسمانی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے - قیمت ۴ ر

نور القرآن - حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد - قیمت ۳ ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن - پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے - صدہا خطوط پسندیدگی کے بہیجے گئے ہیں - یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہو گئی ہے قیمت (عہ)

سالک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انمیں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے - قیمت ۳ ر

سالک مروارید - حصہ دوم - جو جنوری ۱۹۰۶ء میں چھپکر شایع ہو گیا ہے - یہ رسالہ بھی بفضلہ پہلے حصہ کی طرح مفید اور مؤثر ہے نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا ہے - اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے - اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے - جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا ہے - ۸۸ صفحہ کی کتاب ہے - قیمت ۳ ر علاوہ محصول ڈاک

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۸ء - دارالامان میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں قیمت ایک روپیہ (عہ)

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا - اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامتہ کی تحریروں کا مجموعہ قیمت ۳ ر - اصلاح نظر ۲ ر

متفرق کتابیں - تفسیر سورہ تبت - ۱ ر - سواء السبیل نمبر ۱ - قیمت ۱ ر النسخ رد شیعہ - قیمت ۲ ر - ضرورت امام ۱ ر قصیدہ ضوابط اسرار قیمت ۱ ر - برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کہولی گئی ہے) قیمت ۲ ر دعوت الحق نمبر ۱ قیمت ۱ ر - النصح قیمت ۱ ر - مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور دعا - قیمت ۱ ر نمونہ قرآن مجید - قیمت ۱ ر محمود کی آمین ۱ ر پائی - دوسرا جنگ مقدس حصہ دوم ۲ ر - تحفہ احمدیہ ۱ ر تفسیر القرآن پارہ دوم ایک روپیہ ۴ ر (عہ) تفسیر سورہ بقرہ مکمل ہے ۳ ر مراۃ العباد ایک روپیہ (عہ)

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

یہ فقرہ تو صاف طور پر ان مظالم کی تصویر کھینچ دیتا ہے جو ابتدا سے اسلام میں مسلمانوں پر ہوئے۔ قبول اسلام کیوجہ سے ظالم طبع مخالفوں نے ان کے خون بہا دیئے اور بسطرح بیرسلمانوں کا خون بھیڑ بکری کیطرح بہایا گیا۔ نہ یہ کہ جبراً مسلمان کیا گیا یہ عقل کا اندھا اور رنگا تھو کا پورا اگر تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی اس تعلیم

لا اکراہ فی الدین

کے خلاف کچھ بھی ثابت کرنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر ویدک جہاد پر نظر ہے تو وہ امر دیگر ہے۔ جہاد کے معنے ہی سعی فی الدین ہیں اس سے جبراً مسلمان بنانا مراد لینا حماقت اور نری سفاہت ہے۔

نیا خطاب مبارک ہو مسٹر دھرم پال صاحب نو آریہ کو اس کے سعی دار یہ ہمعصر بھکاری نمبر ۱۲ اگست کی اشاعت میں قوم و ملک کے دشمن کا خطاب دیا ہے۔ مسٹر دھرم پال کو یہ ڈپلوما مبارک ہو کیا بھکاری ان عداوتوں کی فہرست شائع کر کے آریوں پر احسان نہ کریگا جو دھرمپال نے قوم و ملک سے کی ہیں۔

توہم پرستی کی حد ہو گئی کچھ دنوں سے برہما کے بدھ مہنتوں میں یہ جوش پیدا ہو گیا ہے کہ اپنی جان دیوتا کے قدموں میں دیدیں۔ پچھلے دنوں ایک بست سالہ نوجوان نے اپنے کپڑے و نیز تیل ڈالکر بدھ دیوتا کے سامنے جلکر خودکشی کی اور اسے نجات سمجھا! آہ! باطل پرستی نے دنیا کو کس حد تک پہنچا دیا! میرے نزدیک یہ نامردی اور بزدلی ہے اسکو نجات حقیقی سے کوئی تعلق اور رشتہ نہیں۔ انسانی کمال اسی میں ہے کہ وہ اپنی مستعدا دو پر جوش قوی کا مجموعہ ہوتے ہوئے بھی ان خطرناک اور تاریک گھاٹیوں سے نکل جاوے جو اس کو قعر جہنم میں لیجاتی ہیں + اسلام کیسا مبارک مذہب ہے جو خودکشی کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور مہذب اقوام کے قانون نے بھی اسے جرم قابل سزا رکھا ہے۔ پھر کیا جرم قابل سزا بھی مذہب کا کوئی جزو اور ذریعہ نجات ٹھہر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

لا تلقوا بایدیکم الی التهلكه

تعصب تیرا خانہ خراب ہو آگٹی کی مسجد جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خدام کی مسجد ہے لاہور کے پیسہ اخبار کی نظروں میں بہت کھٹک رہی ہے کبھی وہ انجمن اسلامیہ کو توجہ دلاتا ہے کبھی کچھ۔ اسے یہ کبھی نظر نہیں بھاتا کہ غریب احمدی وہاں نماز پڑھیں وہ تو تب خوش ہو گا کہ مسجد کی (خاک بدہن) ایسی ویرانی ہو جاوے اور کوئی مسلمان وہاں نماز پڑھتا نظر نہ آوے ورنہ ایک مسلمان کو تو ایک آباد مسجد کو دیکھکر تو خوش ہونا چاہیے تھا مگر ہمارے مسلمانوں سے تعصب دور ہی خواہ مسٹر محبوب عالم ہی کروہ مسلمانوں کو اکساتے اور بھڑکاتے ہیں کہ خبردار کوئی مرزائی وہاں نظر نہ آوے! شرم!

مسٹر محبوب عالم صاحب! آپ یاد رکھیں کہ ان تجویزوں میں آپ بامراد نہیں ہو سکتے۔ مسجد کے آباد کرنے کی فکر کرنی چاہیے مسجد کی خرابی میں سعی کرنیوالی کیلئے قرآن مجید میں جو وعید ہے اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے +

آلو سید ہاکر و ولایت کے ایک مشہور رسالہ براڈ ویو کے ایڈیٹر نے (جو ایک تھیاسوفسٹ ہیں) تناسخ پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں آپ ظاہر کرتے ہیں کہ میں اپنے گذشتہ جنموں کا حال جانتا ہوں آریہ بھائیوں کو چاہیے کہ ایسے بزرگ کی خوب قدر کریں جو ان کی ایک لایعنی اور بے بنیاد اصول مذہب کی حمایت کو کھڑا ہوا ہے مگر وہ شاید ایسا نہ کر سکیں اسلئے کہ ایڈیٹر مذکور ظاہر کرتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ رومی تھا جبکہ اہل روما کی سلطنت عروج پر تھی پھر آپ نے ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اگلے جنم میں شاہ الفرڈ اعظم تھیں اور کنگ ایڈورڈ ہفتم انکی ایک اولاد۔ کاش ایڈیٹر براڈ ویو کو معلوم ہوتا کہ تناسخ کے قائلین انکی ان گپوں کو تسلیم نہ کر سکیں گے اگر وہ مان لیں کہ آپکا بیان صحیح ہے تو تناسخ کا مسئلہ ہاتھ سے جاتا ہے بہر حال آلو سید ہاکر نیکا یہ اچھا طریق ہے۔

احمدیہ پبلشنگ کمپنی کسی دوسری جگہ جیسے انکل کو لیکی ایسی کمپنی (جماعت متعینہ) کی صلاح دیتے ہیں جو سلسلہ کے متعلق کتابیں چھاپکر شائع کرے۔ میں اس امر سے خوب واقف ہوں کہ بہت سی کتابیں محض اسوجہ سے پڑی رہتی ہیں کہ ان کے چھاپنے کے لئے سرمایہ نہیں۔ میں اوروں کا ذکر تو کیا کروں میں خود اپنی نسبت کہہ سکتا ہوں کہ اگر کتابوں کے چھاپنے کا معقول اور کافی انتظام ہوتا تو میں خدا تعالیٰ کے محض فضل سے قوم کے سامنے اسلامی لٹریچر کا ایک ایسا ذخیرہ پیش کر دیتا جو اسکی ضروریات وقت کے مناسب اور حسب حال تسلیم کیا جاتا۔ جن لوگوں کو متواتر الحکم کی پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اس کے ایڈیٹر نے جن ضروریات قوم کو آج سے آٹھ نو برس پیشتر محسوس کیا تھا اور اخبار کے کالموں میں انہیں پیش کیا تھا آج وہ مختلف صورت و اشکال میں قوم کے سامنے پیش کیجاتی ہیں مجھے تو اس سے خوشی ہوتی ہے کہ میرے غور و فکر کے نتائج کو قوم کے افراد نے کسی نہ کسی پیرایہ میں قبول کیا۔ لیکن عملی رنگ میں لانے کے لئے ابھی دہلی دور والا معاملہ ہے۔

میں ایک لمبے تجربہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جب تک ہمارا اپنا سٹیم پریس نہ ہوگا۔ یہ مشکلات رفع نہ ہونگی میں نے اپنی بعض تالیفات کو جو ناتمام پڑی ہوئی ہیں لاہور چھپنے کو بھیجنا شروع کیا ہے لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب تک وہاں سے نکلیں۔ اخبار کے لئے مناسب سعی کیجاتی ہے پھر بھی کوئی نہ کوئی روک واقع ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ کافی سرمایہ نہ ہونے کے باعث اعلیٰ پیمانہ پر انتظام نہیں کیا جا سکتا بعض خوش خیال لوگ اپنے اوقات کو میری جمع خرچ کے نقشہ بنانے میں بھی صرف کرتے ہیں مگر میں انہیں معذور سمجھتا ہوں وہ خود کام کریں تو معلوم ہو کہ کن مصائب سے گذرنا پڑتا ہے۔ بہر حال یہ تجویز نہایت مفید ہے اور اسکی عملی صورت یہی ہے کہ سب سے پہلے ایک سٹیم پریس قادیان میں قائم ہو سٹیم پریس کے لئے لوگ بڑے بڑے طول طویل اخراجات کی بنا سکتے ہیں مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ سمجھ اور کام کرنے کی قابلیت جو اس نے مجھے دی ہے بیس ہزار کے سرمایہ سے ہونیوالے کام کو دس ہزار میں کرنے کی راہ مجھے سمجھاتی ہے۔ اور اگر ہمت اور حوصلہ کیا جاوے تو الحکم کے ناظرین اپنی ذرا سی توجہ سے ایک سٹیم پریس جاری کر سکتے ہیں۔ الحکم اپنے سلسلہ کا سب سے اول آرگن ہونے کیوجہ سے قوم پر بہت بڑے حقوق رکھتا ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ قوم نے اسکی آواز پر ہمیشہ لبیک کہا ہے۔ اور وہ اس کے ایڈیٹر کے لئے اپنے دل میں محبت بھی رکھتی ہے لیکن اگر وہ اپنی متفقہ سعی سے ایک سٹیم پریس جاری کرنے کے قابل اسے بنا دے تو مجھے خدا کے فضل سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ مجھے ایک وسیع پیمانہ پر خدمت کا موقع دیگا میرے ذہن میں اور مسودوں میں اسلامی لٹریچر کا ایک عجیب سلسلہ موجود ہے جس کے لئے میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس سلسلہ کی ہر ایک کتاب و تالیف یقیناً قوم مفید اور کار آمد سمجھے گی۔ میں تالیف کے اس سلسلہ کی فہرست دے سکتا ہوں لیکن فی الحال یہ ایک خیالی امر کے سوا کیا ہوگی۔ بہت سے لوگ مجھے یہ بھی کہتے ہیں کہ ایڈیٹر الحکم بلند پروازیاں کر کے اپنی قوت اور سرمایہ کو تقسیم کر دیتا ہے بعض اس کو حرص اور لالچ کا نتیجہ بھی قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں اور یقیناً جانتا ہوں کہ بزرگان ملت ہی میں اس کے قدردان موجود ہیں کیا تفسیر القرآن نے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور انشاء اللہ جوں جوں وہ نکلے گی وہ مفید ثابت ہوگی۔ اسکی دیر اور توقف کو میں اللہ تعالیٰ کے فعل قبض کے نیچے قرار دیتا ہوں اور اسکا نتیجہ بسط ہے۔ ا اسیطرح جو تالیفات آجکل زیر طبع ہیں جب وہ شایع ہونگی تو انشاء اللہ العزیز متفق یہی آواز ہوگی کہ ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ زمانہ ہے قلم کا یہ زمانہ ہے انکشاف حقایق کا۔ پس قلم سے کام لینے کی بڑی ضرورت ہے اور بزرگان قوم کے ملفوظات کی اشاعت انکی زندگیوں میں نعمت غیر مترقبہ ہے اس لئے اس... انتظام کے لئے قوم میں خاص جوش اور تحریک چاہیے۔ اگر الحکم کے کل ناظرین بلا استثنائے احدے دس دس روپیہ اس کام میں بطور چندہ نہیں بطور قرض ہی دیدیں جس کے لئے کارخانہ الحکم اپنی کفالت بھی دیسکتا ہے تو شروع سال ہی میں قادیان میں سٹیم پریس جاری ہو سکتا ہے بات بڑی نہیں۔ بالکل آسان ہے دس روپیہ کوئی بڑی چیز نہیں ایک ہزار خریدار ایک دم میں دس ہزار جمع کر سکتے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل اور اسکی توفیق سے۔ آخر میں میں امید کرتا ہوں کہ یہ تحریک انشاء اللہ خالی نہ جاوے گی۔ کوئی نہ کوئی اثر ضرور پیدا کرے گی اور اس کا نتیجہ آج نہیں تو پھر نظر آجائے گا +

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ الحکم کے اخص ناظرین نہیں سرپرستوں کی ایک ایسی تعداد بھی ہے جو میری ہر تحریک پر ضرور لبیک کہتے ہیں مگر میں ظاہر کرتا ہوں کہ کوئی رقم اس غرض کے لئے نہ بھیجی جاوے۔ جب تک سب مستعد نہ ہوں۔ ہاں اپنے خیالات اور رائے والے اطلاع دیتے رہیں

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس الحمد للہ بخیریت ہیں۔ ۳۰۰ صفحہ تک حقیقۃ الوحی لکھی جا چکی ہے اور پریس میں چھاپ رہے ہیں۔ آپ کا خادم پریس خصوصیت سے اس خدمت میں مصروف ہے۔

۲۔ ۷ ستمبر کو انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا۔ تفصیلی حالات پھر۔

طہارت اور اسلام

خبثِ فطرت انسان کی آنکھوں پر پٹی ہی نہیں باندھ دیتا۔ بلکہ اسکے دل و دماغ کو بھی تاریک اور مکدّر کردیتا ہے۔ بخوشی ہم چارے دہرم پال امسال گرمی سے بوکھلا گئے ہین۔ اور سیر گرما کیلئے تشریف لیگئے ہین۔ اس سیر یا سفر کے حالات لاہور کے اخبار پرکاش مین شایع کرنے شروع کئے ہین چنانچہ نمبر ۳۵ مین جو حالات شایع کئے ہین۔ انہین بجائے مقدمین اسلام کے ایک پاک اصول پر محض شرارت اور بیحیائی سے نکتہ چینی کی ہے۔

اگرچہ دہرم پال نے اپنی تحریروں سے ثابت کردیا ہے۔ کہ وہ کس دل و دماغ کا انسان ہے۔ اور اس کی تحریروں کا اسلوب اس کی قلبی کیفیت اور دماغی خیالات کی تصویر سامنے رکھتے دیتا ہے۔ مگر مین تھوڑی دیر کیلئے اس بحث کو چھوڑ کر اس کے ان ریمارکس پر نظر کرنی چاہتا ہون جو اس سیر گرما کے نمبر ۳۵ مین انہوں نے اسلام کے متعلق کئے ہین۔ ایک فقرہ پر آپ فرماتے ہین۔

"کاش اسلام نے لوگونکو صفائی کی تعلیم دی ہوتی"

اس فقرہ کو پڑھکر مجھے سخت رنج ہوا کہ ایک طرف تو یہ شخص ظاہر کرتا ہے۔ کہ مین نے قرآن شریف کو پڑھا ہے اور اس پر غور کیا ہے۔ دوسری طرف وہ ایک ایسی مستحکم اور مشہور اصل سے انکار کر رہا ہے۔ جو ایک مسلمان بچے کو بھی معلوم ہے۔ یا تو یہ شخص ایسا کودن اور کوڑ مغز ہے کہ وہ قرآن شریف کی موٹی سی موٹی تعلیم بھی سمجھ نہین سکتا۔ اور یا عداوت اور شرارت نے اسے ایسا اندھا بہرہ بنا دیا ہے [illegible] نہ دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ سن سکتا ہے۔ ورنہ [illegible]رت اسلام کا مسئلہ تو ایسا واضح اور ظاہر [illegible]۔ کہ جسقدر تاکید طہارت کی اسلام نے کی [illegible]ے اور جسقدر التزام اس کا اسلام نے بتایا [illegible]ہے کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر پیش نہین کرسکتا۔

یہ الگ امر ہے کہ ایک مسلمان اپنی سستی یا غفلت سے احکام الٰہی کی پابندی نہ کرے اس سے نفس شریعت پر اعتراض وارد نہین ہوتا اگر ایسا اعتراض کسی مذہب و ملت پر ہو سکتا ہے یعنے حاملین ملت کے طرز عمل سے اس شریعت و ملت پر اعتراض آیا کرتا ہے۔ تو پھر آریہ سماج کے مذہب سے برا مذہب کوئی نہین ہوگا۔ اس لئے کہ اسکے متبعین کی جو حالت ہے وہ دہرم پال نے دتتاگو وتتاگو اپنی تحریروں کے ذریعہ ظاہر کردی ہے۔ مگر نہین، دنیا ایسی بیوقوف نہین جو شخصی حالت سے مذہب کی تعلیم اور شریعت کی ہدایتوں پر نکتہ چینی کرے اگر ایک آریہ زانی اور بدکار ہے تو کیا اسی سے یہ نتیجہ نکلیگا۔ کہ وید نے ایسی آگیا دی ہے۔ اسیطرح پر کسی مسلمان کے عدم التزام صفائی سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسلام طہارت کی تعلیم نہین دیتا سراسر نادانی اور حماقت ہے اور اسی حماقت کا ارتکاب برہم چاری دہرم پال نے کیا ہے۔

مین قرآن شریف سے صفائی اور طہارت کی تعلیم کے متعلق بہت ہی اختصار کے ساتھ استدلال کرونگا اور مین دیکھونگا کہ راستی کا بھوکا پیاسا قبول راستی کو اپنا اصول قرار دینے والا مختون برہم چاری کہان تک اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسلام نے بڑی تاکید کے ساتھ ہر قسم کی صفائی کا تعقید کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ وَالرُّجْزَ فَاہْجُرْ ہے اور اپنے لباس کو صاف اور ستھرا رکھو۔ اور ہر قسم کی نجاست اور پلیدی سے الگ رہو۔ یہ حکم کیسا صاف اور واضح ہے۔ وَالرُّجْزَ فَاہْجُرْ ہے ایک ایسا جامع ارشاد ہے کہ اس مین ہر قسم کی صفائی اور طہارت کو جمع کردیا ہے۔ اور ہر قسم کی پلیدی اور نجاست سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔ مگر دل کا اندھا اسکو کیونکر دیکھ سکے۔ کاش اس بے باک معترض کو اسلام کی غرض و غایت پر اطلاع ہوتی۔ اور وہ اس راز کو سمجھنے کی سعی کرتا۔ کہ اسلام دنیا مین کیون آیا ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا پاک منشا کیا تھا۔ اسلام انسان کو درجہ بدرجہ ہر قسم کی ناپاکی سے نجات دینا چاہتا ہے۔ اور ہر قسم کے خطرہ سے بچانا چاہتا ہے اس کی تعلیم جسمانیات سے شروع ہوکر روحانیت پر ختم ہوتی ہے۔ اس لئے انسان کو چونکہ باخدا انسان بنانا تھا۔ اور اس کا ابتدائی درجہ یہ تھا۔ کہ اسکو وحشیانہ حالت سے نجات دے اور باہر نکالے۔ اسلئے پہلے طہارت کا حکم دیا کیونکہ وہ ناپاکی جو انسان کو وحشیانہ حالت مین ڈالتی ہے۔ وہ جسمانی ناپاکی ہے اور اسی سے خطرناک امراض اور مہلک بیماریان پیدا ہوتی ہین۔ اور جب تک بدن مین صلاحیت اور صحت نہو۔ نہ اس کی اخلاقی حالت درست ہوسکتی ہے نہ روحانی اسلئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب اور کامل شریعت اپنا ابتدا اسی سے کرتی اور ایسا ہی کیا گیا۔ چنانچہ اوپر کی آیت بتاتی ہے۔ کہ وہ اس مین جسمانی ناپاکیون اور دوسری وحشیانہ حالتوں سے بچانے کی کیسی تعلیم موجود ہے۔ تاکہ وحشیوں کو انسان بنایا جاوے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ اخلاق فاضلہ اور طہارت باطنی کے قواعد اور ہدایات بتا کر انسانوں کو مہذب انسان بنایا اور پھر محبت الٰہی اور فنا فی اللہ کے باریک دقایق سے مطلع کرکے مہذب انسانوں کو باخدا انسان بنایا۔ قرآن شریف کی یہ صداقت ایسی زبردست ہے کہ اس سے بجز کسی خبث فطرت انسان کے کوئی انکار نہین کرسکتا۔

پھر ایک اور آیت مین یون فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ یعنے خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہین۔ توابین کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی ہے اور متطہرین کے لفظ سے ظاہری طہارت اور جسمانی پاکیزگی کا حکم دیا ہے بلکہ امعان نظر سے اس آیت پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ متطہرین ہوتے ہین یعنی جو۔۔۔ پاکیزگی اور طہارت کے قوانین کی پابندی کرنے والے ہین وہ اصول توبہ کو بھی سمجھ لیتے ہین۔ اور اپنی اندرونی نفاست اور پاکیزگی کیلئے جدوجہد کرتے ہین۔ اور اسی وجہ سے انگریزی مین یہ ضرب المثل ہے جسکا مفہوم یہ ہے۔ کہ صفائی خدا پرستی کے دوسرے درجے پر ہے۔ ایسا ہی ایک مقام پر فرمایا گیا۔ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا یعنے پاکیزہ چیزین کھاؤ۔ اور نیک عمل کرو۔ اس آیت مین بھی اللہ تعالیٰ نے دوسرا ہی قسم کی طہارت اور پاکیزگی کے اصول بتاے ہین۔ پہلا حکم جسمانی صلاحیت کے لئے ہے یعنی وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ یہی آیت اس امر کی بھی دلیل ہے کہ بدکاروں کو ضرور عالم آخرت مین سزا ملیگی۔ کیونکہ جبس حال مین ہم جسمانی پاکیزگی کے اصول کو چھوڑ کر مبتلاء امراض ہو جاتے ہین اور اس سے سخت دکھ پاتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ روحانی پاکیزگی کے آداب و ہدایات کی پابندی ترک کرکے اسکے خمیازہ سے بچے رہین۔

ایسا ہی اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کو طیبات کے اکل سے بہت بڑا تعلق ہے۔ اب غور کرنیکا مقام ہے کہ کیا اس تعلیم کی موجودگی مین کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اسلام نے طہارت کی تعلیم نہین دی ہے یہ بڑے ہٹ دہرم یا کوڑ مغز انسان کا کام ہے جو انکار کرے۔ مین اس مضمون پر بڑی لمبی بحث کرسکتا ہون۔ مگر خدا ترس دل کے لئے اسیقدر کافی ہے ورنہ جسقدر تعلیم صفائی اور طہارت کی اسلام نے دی ہے اور جو قاعدے اسکے لئے مدون کئے ہین۔ وہ دوسری قوموں کو نصیب بھی نہین ہوئے وضو اور غسل کے فلسفہ اور مساجد کی نظافت اور نظافت کے مسئلہ پر اگر بحث کی جاوے تو اسکے لئے ایک دفتر کی حاجت ہے لیکن "عاقلے را اشارہ بس است" اور اگر "در خانہ کس است حرفے بس است" اس پر بھی اگر دہرم پال یا اسکے کسی اور بھائی نے اعتراض کیا۔ تو مین آرین اور نظافت کی حقیقت کھولنے پر مجبور ہوں گا"

ضرورت

ایک سیدزادی قابل نکاح ہے۔ وہ پرجوش احمدی خاتون ہے۔ لکھنے پڑھنے کی خاص قابلیت اور عمدہ مذاق ہے گھر کے کاروبار سے خوب واقف اور سلیقہ شعار ہے کوئی سید بھائی درخواست کرے خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم ہوگی۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

چوہدری رحمت خان احمدی ساکن کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور کی بیوی فوت ہوگئی ہے اس لئے وہ جماعت احمدیہ سے دعا جنازہ کی درخواست کرتے ہین نیز ۔۔۔ حکیم ابو عبد الغنی محمد صالح چاٹ [illegible] اپنی بیوی کے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہین۔

مشاہیر اسلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

ذی الحجہ ۵۸۷ھ میں یہ افسوسناک حادثہ وقوع میں آیا۔ نماز جمعہ کے بعد قید خانے سے لاش نکال کر حلب کے باہر دفن کی گئی۔ اور حکمتہ اشراقیہ کا یہ آخری جلوہ زمانے کی نظر سے چھپ گیا۔

بعض اہل کا بیان ہے۔ کہ انکے دفن کے بعد ان کی قبر پر یہ شعر کندہ پائے گئے۔

قد کان صاحب ھذا القبر جوھرۃ . مکنونۃ قد براھا اللہ من شرف

فلم تکن تعرف الایام قیمتہ . فردھا غیرۃ منہ الی الصدف

شیخ الاشراق نے صرف ۳۸ برس کی عمر پائی، اس لئے اگر سلسل شہادت سے حساب لگایا جاوے، تو انکی ولادت ۵۴۹ھ کے اوائل میں ہوئی، شیخ الاشراق کا حلیہ یہ تھا۔ رنگ سرخ میانہ قد۔ متوسط الجثہ۔

عام حالات و عادات۔ شیخ الاشراق پر صوفیانہ رنگ اسقدر غالب آگیا تھا۔ کہ انکی ادا ادا سے یہ شان نکلتی تھی۔ زہد و ریاضت کا یہ حال تھا، کہ ہفتے میں صرف ایک مرتبہ روزہ افطار کرتے تھے۔ اور خوراک کی مقدار کبھی سد رمق سے زائد نہ ہوتی تھی۔ ان کا زہد و تقدس کوئی عامیانہ زہد و تقدس نہ تھا۔ بلکہ وہ فلسفیانہ دل و دماغ کے ساتھ ہمیشہ عالم مجردات کے متعلق غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر خاموش رہتے تھے۔ خود انکا قول تھا، ہتتکلم قبل الفکر فان کنت بنطقک صابرا من الصالحین فیوشک ان تصیر بالصمت ملکا من المقربین

قرآن مجید کے اس قدر حقیقت شناس تھے۔ کہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ علیک بقراۃ القرآن کانما انزل الا فی شانک یعنی قرآن مجید کو یہ سمجھکر پڑھو۔ کہ خاص تمہاری شان میں نازل ہوا ہے۔

یعنی غور و فکر کے پہلے ہرگز منہ نہ کھولو۔ کیونکہ اگر تم نطق کر صلح بن سکتے ہو۔ تو خاموشی سے بہت جلد فرشتہ ہو جاؤ گے۔

لیکن اسی کے ساتھ جیسا کہ صوفیہ کا عام انداز ہے، ساز و نغمہ کا بھی ذوق رکھتے تھے۔

شیخ الاشراق کی وجہ بالکل صوفیانہ تھی لیکن وہ عام صوفیہ کی طرح کسی خاص رنگ کے پابند نہ تھے، بعض وقت بدن پر کمل اور سر پر سرخ رنگ کی لمبی ٹوپی ہوتی تھی۔ اور بعض وقت بدن میں گدڑی۔ اور سر پر ایک رومال بندھا ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھی صوفیہ کی خاص وضع میں بھی نظر آتے تھے، غرضیکہ دنیوی آرائش سے مستغنی ہو کر آزادی کی مجسم تصویر بنگئے تھے۔

شیخ الاشراق کی اس عجیب و غریب وضع سے اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے تھے چنانچہ سدید الدین بن قتیبہ کا بیان ہے۔ کہ میں ایک مرتبہ انکے ساتھ جامع میافارقین میں ٹہل رہا تھا، اس وقت وہ ایک عجیب وضع میں تھے، بدن میں ایک چھوٹا سا آسمانی رنگ کا بخیہ کردہ جبہ، سر پر پٹی، پاؤں میں کھڑاؤں تھی، چنانچہ میرے ایک دوست یہ رنگ دیکھکر میری طرف بڑھے، اور استہزاً کہنے لگے "کیا تم اس سائیس کے ساتھ ٹہلتے ہو، میں نے کہا اللہ اکبر یہ شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں جن پر آج زمانے کو ناز ہے وہ یہ مقدس نام سنتے ہی ششدر ہو گئے،

شیخ الاشراق اپنی وضع کے اسقدر پابند تھے، کہ انکو کوئی چیز اس کی تبدیلی پر مجبور نہیں کرسکتی تھی، یہاں تک کہ اسی انداز کے ساتھ، فقہا اور علماء کی بڑی بڑی مجلسوں اور درسگاہوں میں آزادانہ چلے جاتے۔ اور سب کو اپنی حسن تقریر اور فضل و کمال کا گرویدہ بنا لیتے تھے، چنانچہ جب انہوں نے ۵۷۹ھ میں حلب کا سفر کیا، تو مدرسہ حلاویہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوا اسوقت اسکے مدرسی کا فخر شیخ افتخار الدین کو جو مذہباً حنفی تھے حاصل تھا، شیخ الاشراق اپنی عام عادت کے موافق درسگاہ میں تشریف لائے، اور بحث و مباحثہ کرنا شروع کیا، اسوقت اگرچہ حسن تقریر اور وسعت بیان سے انکے فضل و کمال کا راز کھل گیا، تاہم وہ ایسی معمولی وضع میں تھے۔ کہ ان کے نام کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہو سکا، اس وقت انکے بدن میں ایک گدڑی۔ اور ہاتھ میں ایک لوٹا اور عصا تھا، اور درحقیقت اس وضع کو شیخ الاشراق کے نام سے کیا مناسبت تھی۔ لیکن افتخار الدین کے دل میں چونکہ شیخ الاشراق کا سکہ بیٹھ چکا تھا، اس لئے خاص اپنے صاحبزادے کے ہاتھ انکے پاس خلعت فاخرہ بھیجی۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ اب اگر فقہا کی مجلس میں تشریف لائیں۔ تو اسی لباس میں لائیں، جب وہ لڑکا شیخ الاشراق کی خدمت میں پہنچا۔ تو وہ اگرچہ صراحتاً انکی خواہش کو رد نہ کرسکے لیکن ایک ایسے لطیف پیرائے میں اپنی استغنا اور قناعت کا اظہار کیا۔ جسکا ان کی نسبت وہم و گمان بھی نہ ہوسکتا تھا، شیخ الاشراق نے ایک نگینہ جو تقریباً انڈے کے برابر تھا۔ نکالکر اس لڑکے کو دیا۔ اور فرمایا۔ کہ لے بازار میں بیچ لاؤ۔ اور جب کوئی شخص اس کی خریداری کے لئے مستعد ہو۔ تو مجھے خبر کرنا۔ وہ فوراً دلال کے پاس پہنچا۔ دلال نے پچیس ہزار درہم قیمت تجویز کی۔ اور نگینہ کو لیکر شاہزادہ ظاہر کی خدمت میں پہنچا۔ ظاہر نے اسکی شکل و صورت دیکھکر پانچ ہزار درہم کا اور بھی اضافہ کیا۔ لیکن چونکہ یہ معاہدہ تھا۔ کہ بغیر شیخ الاشراق کی رائے کے اس کی بیع نہ ہوسکے گی، دلال نے نگینہ لڑکے کو نگینہ واپس دیا، اس نے شیخ الاشراق سے حقیقت حال ظاہر کی، شیخ الاشراق کو چونکہ اس پیرائے میں اپنی استغنا اور بے پروائی کا نمایاں ثبوت دینا تھا، فوراً نگینہ کو ایک پتھر سے دو ٹکڑے کرکے فرمایا۔ کہ جاؤ اپنے باپ سے کہو۔ کہ مجھکو اگر لباس اور ظاہری آرائش کا شوق ہوتا۔ تو کیا کمی تھی، چنانچہ جب افتخار الدین کو یہ واقعہ معلوم ہوا۔ تو وہ حیرت کی تصویر بن گئے،

ادھر ظاہر کی نگاہ پر بھی یہ نگینہ چڑھ چکا تھا، اس نے دلال سے جستجو کی۔ دلال نے اپنے خیال کے مطابق افتخار الدین کا پتا دیا، ظاہر فرط شوق میں ان کے پاس پہنچا، وہاں جاکر معلوم ہوا۔ کہ یہ نگینہ ایک فقیر کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ جو یہاں آیا تھا۔ ظاہر یہ سنکر بیساختہ پکار اٹھا۔ کہ واللہ یہ سب شیخ شہاب الدین صاحب کے کرشمے ہیں،

شیخ الاشراق کو اس بے نیازی نے اسقدر خود دار اور مغرور بنا دیا تھا کہ وہ مطلق کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا، کہ آپ میں اور بوعلی سینا میں علمی حیثیت سے کیا نسبت ہے، اور فرمایا۔ حکمتہ بحثیہ کے لحاظ سے میں شیخ کا ہمسر یا کسی قدر افضل ہوں۔ لیکن اس کو حکمتہ ذوقیہ میں میرے ساتھ کوئی نسبت نہیں، اسی طرح ایک مرتبہ امام رازی کے متعلق سوال کیا گیا، بولے کہ انکی ذہانت قابل تعریف نہیں حالانکہ امام رازی کو ان کی ذکاوت اور فطانت کا شدت کے ساتھ اعتراف تھا،

شیخ الاشراق کی آزاد خیالی اور صاف گوئی کا یہ عالم تھا۔ کہ جو بات دل میں گذرتی تھی، اسکے ظاہر کرنے میں ذرا بھی تامل کرتے تھے تم انکے واقعات زندگی کے پہلے حصے میں پڑھ آئے ہو۔ کہ حلب میں اگرچہ فقہا کا تمام گروہ ان کا مخالف اور سخت مخالف تھا، اور انہیں مخالفوں نے انکی زندگی کا فیصلہ بھی کردیا۔ لیکن وہ ان کے سامنے اپنے خیالات کس بیباکی کے ساتھ ظاہر کرتے تھے، وہ خود آزادی کے نشے میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ لیکن انکے بعض احباب ان کی بیباکیوں سے ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے، چنانچہ شیخ فخر الدین ماردینی جو شیخ الاشراق کے یار غار تھے، نہایت افسوس کے ساتھ اپنے تلامذہ سے فرمایا کرتے تھے،

ما اذکی ھذا الشاب وافصحہ ولم اجد احدا مثلہ

یعنی یہ جوان کس قدر ذہین اور فصیح ہے میں اس زمانے میں کسیکو

فی زمانی الا انی اخشی علیہ لکثرۃ تھورہ واستھتارہ

اسکا ہمسر نہیں پاتا لیکن اسکے جوش اسکی بیباکی اور اسکی احتیاطی

وقلۃ تحفظہ ان یکون ذالک سببا لتلافہ

سے مجھکو سخت ڈر ہے کہ یہ باتیں اسکی بربادی کا سبب نہ ہوجائیں

چنانچہ جب انکو ان کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی۔ تو نہایت افسوسناک لہجے میں اپنے تلامذے سے فرمایا،

الیس کنت قلت لکم عنہ ھذا من قبل،

یعنے میں تو پہلے ہی سے پیشین گوئی کرچکا تھا،

وکنت اخشی علیہ منہ

اور مجھکو ہمیشہ اسکا ڈر تھا۔

تصنیفات و تالیفات۔ شیخ الاشراق کو بچپن ہی میں تصنیف و تالیفات کا شوق

۱؎ مورخین نے ان کا سال ولادت تک نہیں لکھا۔ لیکن عمر اور سنہ وفات میں قریب قریب سب متفق ہیں۔ اس پر مبنی سنہ ولادت کو عمر اور سال وفات کے حساب سے لکھا ہے۔ ملا نکر

۱؎ تاریخ الحکماء ۱۲

۲؎ تاریخ الحکماء میں نو قع پر زر بون کا لفظ آیا تھا۔ چونکہ اسکے معنے مجھکو معلوم نہیں اسلئے میں نے تہا سا اس کا ترجمہ لکھتا ہوں کیا ہے، ۱۲

۳؎ تاریخ الحکماء اور طبقات الاطباء دونوں کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے ۱۲

۱؎ اس موقع پر بھی بہت سے لباسوں کا نام آیا ہے۔ جنکے معنے مجھکو معلوم نہیں۔ اسلئے میں نے ایک عام لفظ "لکھدیا" ہے۔ جو تمام لباسوں کو شامل ہے ۱۲

۲؎ یہ پورا واقعہ طبقات الاطباء میں مذکور ہے۔

ہوا۔ چنانچہ الالواح والمعاد اور ہیاکل نوریہ کم سنی ہی کے زمانے مین لکھی اور یہ سلسلہ باوجود نامساعدت زمانہ ہمیشہ جاری رہا۔ شیخ الاشراق کی تصنیفات میں اگرچہ چھوٹے چھوٹے رسالے کثرت سے نظر آتے ہین تاہم انہوں نے چند کتابیں اس جامعیت اور تفصیل سے کے ساتھ لکھی ہیں۔ جن کی آج نظیر نہین۔ اسلئے ہم ان کتابوں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہین۔

مطارحات[۱] یہ کتاب خاص ارسطو کے رد مین ہے۔ اور ہر مسئلہ پر اپنے طبغرا و اعتراضات سے مناقشہ کیاہے۔ اور ارسطو کے تمام اصول کو توڑ دیاہے۔ متاخرین رد وقدح کے موقع پر اکثر اس سے مضامین نقل کرتے ہین۔

مشارع[۲] یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے بالکل مطارحات کے طرز پر لکھی گئی ہے۔

"تلویحات" یہ کتاب بھی مشہور اور متاخرین کا ماخذ ہے۔

التنقیحات فی الاصول اس کتاب کا ذکر ابن خلکان نے بھی کیاہے۔ اس سے قیاس ہوتاہے۔ کہ یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے۔ بہرحال شیخ الاشراق کی مذہبی حالات کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ شرح اشارات یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور ان کی تمام کتابوں کی طرح نادر الوجود ہے۔ ورنہ اس کے ذریعے سے فلسفہ ارسطو اور حکمت اشراقیہ کے مسایل مین نہایت صحیح اندازہ ہو سکتا تھا۔

حکمۃ الاشراق شیخ الاشراق کی تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور اور جامع کتاب ہے اور غالباً یہی انکی آخری تصنیف ہے چنانچہ اسکے دیباچہ مین خود انہوں نے اس کی نہایت تعریف کی ہے۔ اور اس کو اپنے کشف اور تجلیات کا آئینہ قرار دیاہے۔ اور درحقیقت حکمۃ اشراقیہ کی اصل حقیقت جس تفصیل کے ساتھ اس کتاب سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس سے تمام تر اسلامی تصانیف خالی ہین۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ ارسطو اور حکماے اشراقئین کے معرکۃ الآرا اور مختلف فیہ مسایل ہیں۔ نہایت دقت نظر کے ساتھ محاکمہ کیاہے۔ اور حکماے اشراقئین کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ اس کتاب میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ اس کا عنوان فلسفہ کی عام کتابوں سے بالکل مختلف ہے۔ الہیات اور طبعیات کے مسائل کے علاوہ وحی، الہام، عالم مثال، عالم اشباح، واردات، نبوت حشر ونشر وجود جن وشیاطین غرضیکہ شریعت کے اس قسم کے معرکۃ الارا و مسائل کو لیکر نہایت تفصیل سے بحث کی ہے اور ان کو عقلی طور پر ثابت کیاہے اس لحاظ سے اگر کوئی شخص مذہب کو عقلی معیار پر پرکھنا چاہیے۔ تو اسکے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہو سکتی ہے۔

اس کتاب کی تشریح وتوضیح مین بڑے بڑے ائمہ فن کے طبع آزمایاں کین۔ ایکین علامہ قطب الدین شیرازی کی شرح نہایت مشہور ہے۔ اور اب چھپ گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ علامہ صدرالدین شیرازی کا حاشیہ بھی ہے۔ کشف الظنون سے معلوم ہوتاہے۔ کہ سید شریف جرجانی نے بھی اسکی شرح لکھی ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ بالکل ناپید ہے۔ خود صاحب کشف الظنون کو اسکا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ان کتابوں کے علاوہ خاص موضوع پر فارسی اور عربی زبان میں بہت سی کتابیں اور رسالے ہین۔ جنکی فہرست یہ ہے۔

اللمحات۔ الکلاح۔ الواح المعاد الہیاکل النوریہ المقاومات۔ الرمز الموحی۔ الرقیم القدسی المبدا والمعاد بالفارسیۃ کتاب التصریف یا کلمۃ البارقات الالہیہ لبستان القلوب۔ طوارف الانوار کتاب الصبر۔ کتاب النفحات الالہیۃ السماویۃ لوامع الانوار۔ اعتقاد الحکماء و رسالۃ العشق رسالۃ فی حالۃ الطفولیۃ رسالۃ المعراج روزبا جماعۃ صوفیان رسالۂ عقل رسالہ آواز پر جبریل رسالۃ پرتو نامہ رسالۃ الطیر۔ رسالۂ لغت موران۔ رسالہ غریب الغربیہ رسالہ یزدان شناخت رسالۂ صفیر سیمرغ رسالۂ تفسیر آیات من کتاب اللہ وخبر عن رسول اللہ۔ رسالہ غایۃ المبتدی۔ الرشحات و دعوات الکواکب والتسبیحات مکاتبات الی الملوک والمشائخ۔ کتب فی السیمیا ای المسمی بوحم الواح الفارسیۃ مکاتبات فی الحکماء تسبیحات العقول والنفوس والعناصر ادعیۃ معروفۃ الدعوات الشمسیۃ۔ السراج الوہاج ہیاکل اساس الواردات الالہیہ ہیاکل فارسیۃ

شعروشاعری

تصنیفات وتالیفات کے سلسلہ مین شیخ الاشراق کی شاعری خاص لحاظ کے قابل ہے۔ اس زمانے میں ادب اور عربیت چونکہ نصاب تعلیم کا لازمی جز تھی اس لئے اس دور کے تمام اہل کمال شعر وسخن کا ہر کہ پھیکا مذاق رکھتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فلسفہ ومنطق کے دقیق اور غرضی مسائل نے فطرت کے تمام جذبات کو حرف باطل کی طرح مٹا دیا تھا۔ اس وجہ سے ان بزرگوں کے قالب میں اس شاعرانہ روح کا پتا نہین چلتا۔ جس کے اثر سے ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ چمک اٹھتا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باوجود فلسفیانہ مشاغل کے شیخ الاشراق کے کلام میں شاعری کی تمام خصوصیتین پائی جاتی ہین۔ چنانچہ علاوہ عام خیالات کے فلسفہ ومنطق کے نہایت دقیق مسائل کو تشبیہات اور استعارے کے سانچے میں اس خوبصورتی سے ڈھالدیے مین۔ کہ فلسفہ ومنطق کا وہم وگمان بھی نہین ہوتا۔ اور اسی کے ساتھ زبان کی صفائی اور ترکیب کی چستی الفاظ کی شستگی میں بال برابر فرق نہین آنے پاتا۔ اس موقع پر ہم اپنے دعوے کے ثبوت مین انکے چند اشعار کا نمونہ پیش کرتے ہین۔

واحسرتا للعاشقین تحملوا
ان عاشقون پر افسوس ہے
سرالمحبۃ والهوی فضاح
جو راز محبت چھپانا چاہتے ہین اور عشق انکو رسوا کر رہاہے
بالسر ان باحوا تباح دماءهم
اگر وہ راز فاش کرتے ہین توان کا خون مباح سمجھا جاتاہے
وکذا دماء العاشقین تباح
ہاں ہمیشہ عاشقوں کا خون یونہین مباح ہوتا آیا ہے
واذا هم کتموا تحدث عنهم
بچہا ے راز چھپاتے ہین
عند الوشاۃ المدمع الفضاح
توکمبخت آنسو چغلخوروں سے کہہ آتے ہین

یہ مضمون اگرچہ اسقدر پامال مضمون ہے۔ کہ معمولی شاعر کا کلام بھی اس سے خالی نہین ہوسکتا۔ لیکن شیخ الاشراق نے جس بلیغ پیرایے میں اس مضمون کو اداکیاہے۔ وہ خاص انہین کا حصہ ہے۔ عام شعرا کو افشاے راز کیلیے خود آنسوؤں کی غمازی کا رونا تھا۔ لیکن شیخ الاشراق نے نئی بات یہ پیدا کی ہے۔ کہ آنسوؤں کو چغلخوروں کا جاسوس قرار دیا ہے۔ اسوجہ سے افشاے راز مین نہایت مبالغہ پیدا ہو گیاہے۔

کانما اجسامهم وقلوبهم
عاشقوں کے جسم اور انکے دل
من ضوءه المشکوۃ فالمصباح
انکے نور سے گویا طاق اور چراغ بن گئے ہین

اس شعر میں یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ معشوق کے جلوہ نمائیوں سے دل کے ساتھ جسم بھی منور ہو جاتاہے۔ اس لیے ترتیب لف ونشر کو پیش نظر رکھتے جسم کو طاق اور دل کو چراغ کے ساتھ تشبیہ دیکر اس دعوے کو نہایت خوبی سے ثابت کیا۔ کیونکہ چراغ کی روشنی سے طاق بھی روشن ہو جاتاہے۔ اور چونکہ چراغ طاق کے وسط میں رکھا جاتاہے۔ اس لئے جسم کی طاق اور دل کی چراغ کے ساتھ تشبیہ تشبیہ تام ہے۔

وکبوا علی صحف الوفا فما سوتهم
وہ لوگ آنسو کے دریا مین وفا کی کشتیو پر سوار ہین
بحر دمشق ۃ شوقهم مسلاح
اور ناخداے شوق انکو لیے جارہا ہے

اس شعر میں عشاق کی محویت اور خود فراموشی کو نہایت خوبی سے ظاہر کیاہے۔

بعض وقت فلسفہ ومنطق کے مسائل کو استعارات اور تشبیہات کے ذریعے ایسے لطیف پیرایے میں اداکردیتے ہین۔ کہ فلسفہ ومنطق کا ایک لفظ بھی نہین آتا اور اصل مسئلے کی پوری تصویر دل مین اتر جاتی ہے۔ چنانچہ فلسفہ الہی کا نہایت دقیق اور معرکۃ الاراء مسئلہ یہ ہے کہ نفس ایک جدا چیز ہے۔ اس لیے فساد بدن کے بعد بھی اسکا وجود باقی رہتاہے۔ اس مسئلے کو شیخ الاشراق نے اس اختصار کے ساتھ نظم کیا ہے۔

قل لاصحاب راونی میتا
ان دوستوں سے کہو
فبکونی اذ راونی حزنا
جو مجھے مردہ دیکھ دیکھ کر رورہے ہین
لا تظنونی بانی میت
کہ یہ ہرگز خیال کرو کہ مین مردہ ہوں
لیس ذا المیت واللہ انا
خدا کی قسم میں یہ مردہ نہیں

اس خیال کو کہ نفس کا اصلی مصداق در حقیقت بدن نہیں بلکہ یہ ایک عارضی چیز ہے۔ اس لئے فنا ے بدن فناے نفس کو مستلزم نہیں۔ کس برجستگی سے اداکیاہے

[۱] شرح حکمۃ الاشراق۔
[۲] مشارع اور مطارحات کا ذکر شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں اسی خصوصیت کے ساتھ کیاہے

اور اس ذریعے سے شعر ایک استدلالی قالب میں ڈھل گیا ہے۔

انا عصفور وهذا القفص

میں ایک چڑیا تھا اور جسم میرا قفس تھا

طرت عنه ورحنت رهنا

اس لئے اس سے اڑ گیا، کیونکہ بد قسمتی سے آ پھنسا تھا

اس تشبیہ کے ذریعے سے نہایت خوبی کے ساتھ اس خیال کو ظاہر فرمایا ہے۔ کہ بدن کے ساتھ نفس کا تعلق بعینہ ایسا ہے جس طرح کوئی چڑیا قفس میں پھنس جاتی ہے اور قفس کے ٹوٹنے سے اسکا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اور بھی آزاد ہو جاتی ہے، اسیطرح فنائے بدن کے بعد جوہر نفس اور بھی کامل طور آزاد ہو جاتا ہے۔ بعض اشعار میں شیخ الاشراق نے اپنی اصلی حالت کی تصویر اس خوبصورتی کے ساتھ کھینچی ہے جس سے نہایت صحیح پر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ تصوف میں ان کا کیا پایہ تھا؟ وہ دنیا کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عالم قدس کے اتصال کا کس قدر شوق تھا۔ اہل زمانہ ان کے خیالات کے کسقدر مخالف تھے۔

اقول لجارتی والدمع جار

میں اپنے ہمسایہ سے کہہ رہا ہوں۔

ولی عزم الرحيل من الديار

اور آنکھ سے آنسو ٹپکتے ہیں اور سفر کیلئے تیار ہوں۔

ذرینی ان اسیر ولا تنوحی

مجھ کو چھوڑ جانے دے ہرگز نہ روک

فان الشهب اسبقها السواری

کیونکہ ستاروں میں ہی ستارے پیشرو ہیں جو گردش کرتے ہیں

خیر السائرین الی النجاح

چلنا، چلنے والوں کو منزل مقصد تک پہنچا دیتا ہے

• وحال المترفين الی البوار

اور گھر میں چین سے بیٹھنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں

فانی فی الظلام رأیت ضوءاً

میں نے اندھیری میں وہ روشنی دیکھی

کان اللیل زین بالنهار

کہ رات میں دن نظر آ گیا

وکیف اکون للدیدان طعما

میں کیڑوں کی غذا کیونکر ہو سکتا ہوں

وفوق الفرقدین رأیت داری

میرا مکان تو ستاروں سے بھی بلند ہے

اارضی بالاقامة فی فلاة

میں سب ان میں رہنا پسند کرونگا

بعة العناصر فی جواری

اور چونکہ اربعہ عناصر میرے ہمسایہ ہیں

الی کم اخسن الحیات صبحی

میں کب تک سانپوں کو دوست بناؤں

الی کم اجعل التنین جاری

اور کب تک اژدہا کی ہمسائگی اختیار کروں

ولی سر عظیم انکروه

مجھ میں ایک بہت بڑا بھید چھپا ہوا ہے جسکا لوگ انکار کرتے ہیں

ین قون المرؤس علی الجدار

گویا اپنے سروں کو دیوار سے پھوڑتے ہیں

مسمریزم۔ ان باتوں کے علاوہ شیخ الاشراق کی صوفیانہ زندگی میں بعض ایسی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اس زمانے میں نہایت تعجب سے سنی جائینگی۔ یورپ نے مسمریزم کو آج اسقدر ترقی دی ہے۔ کہ عام رائے کے موافق یہ فن ان کی اولیات میں داخل ہو گیا ہے، لیکن در حقیقت یہ یورپ کے دل و دماغ کا نتیجہ نہیں، اصل یہ ہے کہ مسمریزم ایک خاص کیفیت کا نام ہے۔ جو صفائی قلب اور ریاضت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں کسی قوم کی تخصیص نہیں بلکہ جو فرقہ یا جو شخص جسقدر مرتاض ہوگا۔ اسی شدت کے ساتھ اس میں یہ کیفیت پیدا ہوگی۔ حکمائے اشراقین کی تعلیم و ترتیب کا دار و مدار چونکہ بالکل صفائی قلب اور ریاضت پر تھا۔ اس لئے ان کے جوہر نفس میں عموماً یہ کیفیت پیدا ہو جاتی تھی اور اس ذریعہ سے ان پر کائنات کے تمام اسرار منکشف ہو جاتے تھے، مسلمانوں کو چونکہ ابتدا ہی سے حکمت اشراقیہ کے ساتھ بے اعتنائی رہی، اس لئے عام طور پر مسلمان اس کمال سے محروم ہے، صرف مسلمانوں میں شیخ الاشراق ایک ایسے شخص پیدا ہوئے جس نے عام مذاق سے بیگانہ ہو کر حکمۃ اشراقیہ کی طرف خاص توجہ کی، اور اس میں کمال پیدا کرنیکے تمام طریقے نہایت مستعدی کے ساتھ برتے اس لحاظ سے ان میں یہ کیفیت نہایت شدت کے ساتھ پیدا ہو گئی تھی، چنانچہ اسکے متعلق طبقات الاطبا میں نہایت عجیب و غریب روایتیں مذکور ہیں۔

حکیم ابراہیم بن ابی الفضل کی زبانی منقول ہے۔ کہ ایک دن شیخ الاشراق تلامذہ کے جھرمٹ میں ایک میدان کی طرف تشریف لیجاتے تھے، اسوقت میں بھی مشایعت میں تھا۔ راستہ میں اس فن کا ذکر چھڑ گیا۔ کہ شیخ الاشراق کو اس میں کس قدر دخل ہے۔ شیخ الاشراق اس گفتگو کو چپ چاپ سنتے جاتے تھے۔ تھوڑی دور جاکر انہوں نے فرمایا۔ دمشق کیا اچھی جگہ ہے۔ یہ کہنا تھا۔ کہ دمشق کے در و دیوار، درخت، نہر، مکانات، غرضیکہ تمام چیزوں کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ اور یہ حالت کچھ خواب و خیال کے مشابہ نہ تھی۔ بلکہ بالکل مشاہدہ معلوم ہوتا تھا، انکا یہ بھی بیان ہے۔ کہ اس وقت مجھپر خفیف سی غشی بھی طاری ہو گئی تھی، جو مسمریزم کا خلاصہ لازمی ہے،

اسی طرح ایک مرتبہ بعض فقہاء کے ہمراہ سفر میں تھے، اثنار راہ میں جب قریہ قابون کے پاس گذر ہوا۔ تو فقہاء نے ایک ترکمانی (قوم کا نام) کے پاس بکریوں کا ایک گلہ دیکھا، اور شیخ الاشراق سے ایک سری کی خواہش ظاہر کی۔ شیخ الاشراق نے انکو دس درہم عطا کئے۔ اور انہوں نے اپنی خواہش پوری کی، لیکن ترکمانی نے غلطی سے جو سری انکو دی تھی، وہ قیمت سے متجاوز تھی۔ اس لئے تھوڑی دیر کے بعد اس نے ان لوگوں سے واپس لینا چاہی، اور اس بات پر دیر تک حجت و تکرار ہوتی رہی۔ شیخ الاشراق نے رنگ دگرگون دیکھکر ان لوگوں کو ہٹا دیا۔ اور خود اسکی طرف متوجہ ہوئے۔ اور تھوڑی دیر تک منت اور لجاجت کی لیکن اخیر میں اسکے بیجا اصرار سے گھبرا کر خود بھی چلتے پھرتے نظر آئے۔ ترکمانی نے شیخ الاشراق کی یہ چال دیکھکر شور مچایا اور انکا بایاں ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ ہاتھ پکڑنے کے ساتھ ہی تمام لوگوں کو یہ نظر آیا، کہ انکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا، خود ترکمانی اس واقعے سے خوف زدہ ہو کر بھاگا۔ اور شیخ الاشراق اس ہاتھ کو اپنے داہنے میں اٹھا کر احباب کی طرف پلٹے، یہاں آکر معلوم ہوا۔ کہ بجز رومال کے ان کے ہاتھ میں کوئی چیز نہ تھی،

انہیں کرشموں کو دیکھکر فقہای حلب کو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں ان باتوں کو کرامت اور معجزہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ بہرحال واقعہ جو کچھ ہوا۔ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا، کہ وہ کشف و ریاضت کی معراج الکمال پر پہنچ گئے تھے، لیکن ان شعبدہ بازیوں سے شیخ الاشراق کا اصلی جوہر نہیں کھل سکتا، کیونکہ انکا حقیقی کارنامہ جس سے انکی تجرد اور انکے کشف و تجلیات کا پتہ چلتا ہے۔ انکا خاص فلسفہ ہے۔ اسلئے ہم اسپر انشاء اللہ ایک مستقل عنوان سے نظر ڈالینگے۔

الندوہ

ویل لکل همزة لمزة

ایک مولوی امام مسجد نے ایک دوسرے مولوی کے آگے بمقام چنگا مورخہ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۶ء ایک بڑی مجلس میں میری شکایت کی کہ یہ نہ خود میرے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اور نہ دوسرے احمدیوں کو میرے پیچھے نماز پڑھنے دیتا ہے۔ دوسرے مولوی نے پوچھا کہ اس کا کیا باعث ہے میں نے کہا۔ خدا تعالیٰ کے مرسل حضرت امام الزمان مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا یہی فتویٰ ہے کہ جو احمدی نہیں۔ اسکے پیچھے احمدی نماز نہ پڑھیں اوس نے کہا مرزا صاحب کا یہ فتویٰ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے برخلاف ہے۔ کیونکہ حدیث میں لکھا ہے کہ صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ یعنے ہر نیک و بدکار کے پیچھے نماز پڑھو۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ انکا عیب گیر رسوا ہوتا ہے۔ صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ یعنے خدا تعالیٰ متقیوں ہی سے نماز و صدقہ خیرات قبول کرتا ہے۔ پس جن لوگوں نے خدا کے مسیح موعود کا انکار کیا۔ وہ متقی نہیں اور ایسے لوگوں کی نماز خدا کو منظور نہیں پس جس کی اپنی ہی نماز منظور نہیں۔ اوس کے پیچھے ہم کیوں اپنی نمازیں ضائع کریں۔ اور صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتی تو دعا قنوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ کی تعلیم نہ فرماتے جسکے معنے ہیں اے خداوند ہم کنارہ کش ہوتے اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیرا فجور کرے یعنے نافرمانی کرے اور بدکار ہو۔ پس جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فاجر کو چھوڑنے اور اس سے کنارہ کش ہونے کی تعلیم فرمائی ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ

فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم کس طرح کر سکتے تھے اور ایک مقام قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ یعنی ابرار (نیک لوگ) بہشت میں جائینگے اور (فاجر) (بدکار) دوزخ میں جائینگے۔ پس جب تک کوئی شخص فجور کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہ دوزخی ہے اور دوزخی کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی کیا تم ابرار اتقیار کو فجار کے برابر ٹہراتے ہو۔ حالانکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ ... کَالْفُجَّارِ ۔ یعنی کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر ٹہرا لینگے۔

اب خوب سوچ لو کہ در حقیقت صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ۔ آنحضرت صلی اللہ کی حدیث ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا نص صریح اور دعا قنوت والی حدیث نَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اس کو رد کرتے ہیں ہر دو مولوی متفق ہو کر بولے کہ نخلع ونترک من یفجرک سے مراد یہ ہے کہ ہم کافر کو چھوڑتے اور اس سے کنارہ کش ہوتے ہیں۔ فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔

میں نے کہا۔ سوچ کر لو ہر دو نے کہا کہ ہم نے خوب سوچ لیا کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں اور آیت فجورہا وتقوٰہا نکالی اور کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ فجور کے معنے کفر کے ہیں میں نے کہا فجور بالمقابل تقوےٰ کے ہو دیکھو۔ اس قرآن میں شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ۔ فجور کے معنے مطلق معصیت کے لکھے ہیں اور کفر بالمقابل اسلام کے ہیں۔

بہرحال ہر دو نے اصرار کیا۔ کہ فاجر کے معنی کافر کے ہیں میں نے کہا اسپر دستخط کر دو۔ کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں چنانچہ اول معترض نے یہ کلمات لکھکر اپنے دستخط کر دیئے وہو ہذا فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ دستخط محمد عالم [illegible] خود۔ دوسرے سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا اس پر اپنے دستخط کر دو چنانچہ اس نے یہ عبارت لکھ کر دستخط کر دیئے۔ لفظ فاجر کے معنے کافر کے ہیں اور یہی معنے صحیح ہیں دستخط گلاب شاہ ساکن [illegible]

اب میں نے ان سب حاضرین مجلس کو کھول کر سنا دیا کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کا معجزہ ظاہر کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے ان علماء کے دلوں پر کیسا پردہ ڈالا اور ان کو رسوا کیا یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ فاجر کے پیچھے نماز پڑھ [illegible] گیا۔ کہ فاجر کے معنے کیا ہیں تو کہتے ہیں کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں چنانچہ دیکھو ان کے دستخط موجود ہیں۔ پس جب کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ تو ان نادانوں سے پوچھو۔ کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم فرما گئے ہیں۔ اب اس موقعہ پر مخالف مولویوں کا فبہت الذی کفر کا حال تھا۔ اگر یہ لوگ مسیح موعود کی نکتہ چینی نہ کرتے تو خدا ان کے دلوں پر پردہ ڈالکر ان کو رسوا نہ کرتا۔ مسیح موعود کے نکتہ چین عبرت پکڑیں۔

راقم

محمد فضل چنگا گوجرخان۔ ۲۳۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادرم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ براہ مہربانی اس مضمون کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔ شایع فرما کر مشکور کیجیے اگرچہ یہ مضمون لمبا ہے مگر آپ سے امید ہے کہ انشاءاللہ مایوس نہیں کرینگے

میرا قادیان کا سفر

عدالحمد آن چیز کہ خاطر میخواست۔ آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید۔ میری وہ مبارک آرزو جسکو میں اپنے دل میں عرصہ چھ سال سے رکھتی تھی اور بارہا نماز میں جسکے واسطے نہایت عاجزی سے دعائیں مانگتی تھی۔ اگست کی پندرہ تاریخ کو پوری ہوئی۔ تیسری اگست کو میرے والد صاحب بھیرہ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ ہم سب دارالامان کو جانے والے ہیں۔ تمہیں بھی جلد طیار ہونا چاہیئے۔ میں نے اسی وقت سے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر خداوند عزوجل مجھے اس سرزمین میں لے گیا۔ تو میں خداوند تعالیٰ کی یہ نذر دونگی کہ اپنے سفر کا صحیح صحیح حال لکھکر شایع کرا دونگی۔ تاکہ پبلک کو پتہ لگ جاوے کہ مسیح کے گھر میں دینداری کا کیا حال ہے اور جاہل متعصب ملازن کے من گھڑت ڈھکوسلے جو کہ انہوں نے لوگوں کے ذہن نشین کرا رکھے ہیں کہاں تک درست ہیں "آمدم برسر مطلب" میرے والد صاحب نے تین چار دن یہاں رہکر بہت کچھ وعظ نصیحت کی اور خوبی قسمت سے حکیم فضل الدین صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی سمجھایا۔ میرے سسرال والے جو کہ حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے تھے قادیان جانے کو طیار ہو گئے۔ ہم سات تاریخ کو گورالی پہنچے۔ مگر افسوس کہ کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ میرے سسرال والے ہمارے ساتھ نہ جا سکے۔ گورالی جا کر تیرہ اگست تاریخ روانگی قرار پائی۔ خدا خدا کر کے مقررہ دن یعنی ۱۳ تاریخ آئی۔ ہم سب شام کے آٹھ بجے کی گاڑی میں کھٹالہ جا کر سوار ہو گئے تقریباً ۱۲ بجے رات کے لاہور پہنچ گئے اور ایسی جگہ ٹھیرے جہاں کافی چارپائیوں کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی واسطے بعض آدمیوں کو ساری رات زمین پر ہی لیٹنا پڑا۔ مگر وہ شوق اور محبت تھی جس نے فرش زمین کو اطلس اور مخمل سے زیادہ نرم اور ملائم کر دیا۔ ۱۴۔ اگست کو لاہور ہی رہے صبح کو حکیم محمد حسین قریشی کے ہاں جا رہی تھی کہ راستہ میں ٹانگا آتا ہوا دکھائی دیا۔ جو ہمارے پاس آکر ٹھہر گیا۔ اسمیں سے جھٹ میرے خسر صاحب اتر آئے اور میرے والد صاحب سے مصافحہ کیا غرض میرا سارا خاندان آگیا ہم سب مل ملا کر ۱۵ تاریخ کو دن کے سات بجے کی گاڑی لاہور سے بٹالہ کو روانہ ہوئے اسوقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور ایک ایک اسٹیشن کے گذرنے پر پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتی جاتی تھی بارہ بجے دن کے بٹالہ پہنچے۔ وہاں سے تین یکہ کرایہ کئے ان میں سوار ہو بیٹھے۔ بٹالہ سے قادیان دو گھنٹہ کا رستہ ہے سارے اس مبارک سفر میں سب لوگ ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ اور ان کی طبیعتوں میں غیر معمولی فرحت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا انہیں روحانی خوشی عطا ہو رہی تھی۔ دن کے دو بجے دارالامان پہنچے اور حضرت اقدس کے باغ میں اترے۔ باغ کے سرسبز پھلوں کے بھرے ہوئے درختوں پر نور الٰہی نظر آتا تھا۔ (اس سے پیشتر میرے والد صاحب نے حضرت اقدس سے باغ والا مکان لکا ہوا تھا۔ وہاں جاکر پتہ لگا کہ اس مکان میں تو نواب محمد علی خان صاحب فروکش ہیں کیونکہ ان کی بیگم صاحبہ کی طبیعت علیل ہے (شافی مطلق شفا بخشے) کوئی پانچ منٹ کا عرصہ وہاں ٹھیرے کیونکہ سب کے دلوں کو "آتش شوق تیز تر گردد" والا معاملہ پیش آیا ہوا تھا۔ سبھوں سے اجازت طلب کی اجازت کا ملنا تھا۔ کہ چار قدم کا ایک قدم کیا اور فرط خوشی سے بار بار یہی زبان پر آتا تھا۔

"آنکہ من میبینم الٰہی بیداری است یا بخواب" سب کے دل میں یہی خواہش تھی۔ کہ ہمیں پہلے مسیح موعود کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیئے مگر میں نے راستہ میں یہ تجویز کی کہ سب کو اکٹھے ہی آشیانہ حلیمہ میں داخل ہونا چاہیئے۔ جس وقت ہم اندر گئے۔ ام المومنین دروازہ پر تشریف رکھتی تھیں جاتے ہی ہم نے سلام علیکم کہا جس کا انہوں نے بڑا خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ ان کے چہرہ سے بشاشت اور رعب تدبر برستا تھا۔ ہمارے پاس آکر بیٹھ گئیں۔ میں نے زمین پر بیٹھنا چاہا۔ مگر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ ہم نے حضرت صاحب کو پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اگلے کمرے میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہم اس کمرے کی طرف گئے جہاں نور کا شعلہ دکھائی دیا۔ میں کیا بتاؤں کہ میں نے قادیان میں جاکر کیا دیکھا تجلی الٰہی دیکھا۔ نور خدا دیکھا وہی کچھ جانتے ہیں جنہوں نے اس مظہر نور خدا کی زیارت کی ہو ہم سب نے سلام علیکم کہا حضرت صاحب نے جواب دیا۔ حالانکہ تین بج چکے تھے۔ مگر پھر بھی آپ نے فرمایا روٹی کھائی ہے۔ میں نے کہا نہیں حضرت ہم نے امرتسر کے اسٹیشن پر کھائی تھی جو سرور ہم لوگوں کو زیارت مبارک سے حاصل ہوا خلقت سے باہر ہے بیان [illegible] میں نے عرض کیا کہ [illegible] آدمی ملنا چاہتے ہیں انہوں نے ارشاد کیا کہ بلائیے اسی وقت ایک آدمی بلانے کو بھیجا۔ اور ہم کو فرمایا کہ آپ جا کر باہر بیٹھیں میں اسوقت سخت مشغول ہوں۔ میں نے اچھی طرح دھیان کیا۔ تو آپ کے ہاتھ میں ایک زرد پرچہ دکھائی دیا۔ جس پر تازہ وحی جلی حروف میں لکھی ہوئی تھی کہ خدا ایسے کا حامی ہو اور ڈاکٹر عبدالحکیم کی بابت پیشگوئی تھی جسکو حضرت بار بار پڑھکر ٹہل رہے تھے جب میرے والد صاحب بمعہ اپنے دوسرے رفقا کے آئے تو انہوں نے ہمیں بھی اطلاع کر دی ہم بھی حضرت صاحب کے پاس جا بیٹھیں میرے خسر صاحب ایک سخت موذی مرض میں مبتلا تھے۔ جسکے واسطے لاکھوں دوائیں ہزاروں دعائیں کئی گنڈے تعویذ کرائے۔ مگر ذرہ بھی افاقہ نہ ہوتا تھا۔ میرے والد صاحب نے انکا ذکر حضرت صاحب سے کیا انہوں نے فرمایا۔ کہ خدا سے رو رو کر دعائیں مانگو۔ انشاءاللہ رفع ہو جائیگی آپ نے ایک بہت ہی مؤثر تقریر نماز پر فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ اگر

تم پیچھے رہ گئی ہے نمازین پڑھو۔ تم سے کوئی بھی گناہ نہ ہو سکے۔ بخدا دل اسوقت موم ہو کر پگلا جاتا تھا اور وہ باتین دل پر نقش ہوتی جاتی ہین۔ واقعی اے مسیح تو نے مُردون کو زندہ کر دیا ہے۔ جب تقریر کر چکے تو ہم نے مکان کی بابت عرض کیا۔ انہون نے فرمایا۔ کہ نواب صاحب نے آپکا مکان لے لیا ہے آپ انکا لے لو۔ اور فرمایا۔ کہ مولوی صاحب سے چابیاں منگا لو۔ یہان ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مین حضرت صاحب کا لباس بھی بتلاؤں۔ جو کہ اسوقت ان کے زیب تن تھا گجراتی کپڑے کا تنگ سا پاجامہ اور معمولی موٹی ململ کا کرتہ پاؤں مین پرانی جوتی پہنے ہوئے تھے مگر جلالت اور عظمت والا ماتھا خود بخود بتا رہا تھا۔ کہ یہی مسیح موعود ہے۔

۱۵ تاریخ کا آدھا دن ام المومنین کی خدمت مین گذرا اور خوش خلقی اور حلیمی کا مجسم نمونہ مسیح کی بیوی کو پایا۔ شام کو نواب صاحب والے مکان مین گئے۔ جہان ہر طرح کا سامان رہائش حضرت اقدس نے اپنی طرف سے کروا دیا تھا۔ کھانا لنگر سے آگیا جسمین تھوڑی سی دال اور بہت سا گوشت تھا۔ مگر دونوں چیزین بڑی لطیف پکی ہوئین۔ مین سچ کہتی ہوں۔ کہ جو لذت مجھے اس روٹی دال گوشت نے دی۔ کبھی ہزارہا کھانوں سے نصیب نہین ہوئی۔ بخدا وہان جا کر انسان اپنے وطن مالوف کو فراموش کر دیتا ہے وہان سے جدا ہونے کو جی چاہتا ہی نہین۔

۱۶ تاریخ کو اٹھکر مفتی محمد صاحب کے گھر کا رستہ لیا۔ مفتی صاحب کی فہمیدہ نیک نیت بیوی سے مل کر بڑی خوش ہوئی۔ انہوں نے بہت کچھ تواضع کی۔ جس کا مین تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہون ان کے ہمسایہ مین ہی شیخ یعقوب علی صاحب کا گھر تھا ان کے ہاں جانے کا بھی موقع مل گیا شیخ صاحب کی بیوی بڑے تپاک سے ملی۔ جو کہ بڑی خندہ پیشانی والی نیک عورت ہے۔ حتی المقدور انہوں نے کوئی دقیقہ خاطر تواضع مین اٹھا نہ رکھا۔ کوئی پانچ منٹ کا عرصہ گذرا تھا۔ کہ شیخ صاحب نے ایک اعلیٰ ترین تحفہ مجھ ناچیز کو بھیجا وہ تحفہ کیا تھا۔ سورہ بقر کی تفسیر تھی۔ جسکو مین نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور جس کا شکریہ ادا کرنے سے زبان قاصر ہے اور ایک خط بھی تفسیر کے ساتھ تھا جس کا یہی جواب ہے۔ کہ یہ محض آپ کا حسن ظن ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم +

(باقی آیندہ)

لیکچر لودہانہ

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ کے سفرنامہ دہلی کی تکمیل نہین ہوئی۔ یا بعض حضرات نے نہ ہونے دی بہرحال اس ضمن مین لودہانہ کا لیکچر درج ہونا چاہئے تھا۔ چونکہ وہ تفصیلی سلسلہ بند ہو گیا۔ لہذا ہم نے مناسب سمجھا کہ ان تقریروں کو جو وقتاً فوقتاً اس سفر و قیام مین ہوتی رہی ہین۔ شایع کر دیا جاوے۔ جو لوگ (ان کی تعداد بہت ہی کم ہے)۔۔ جو یہ سمجھ لیتے ہین۔ کہ یہ پرانی باتین ہین۔ اور دیر کے بعد ان کی اشاعت کا اثر کم ہو جاتا ہے وہ اپنی غلط رائے کی اصلاح کر لین۔ حقایق و معارف مستقل اثر رکھا کرتے ہین۔ ان پر زمانہ کا اثر نہین ہوا کرتا۔ راستی ہمیشہ راستی ہے اور اس کی تاثیرین ہمیشہ زندہ ہین۔ بہرحال اس لیکچر کا اب شایع ہونا اس کی قوت اور تاثیر کو کم نہین کر سکتا۔ البتہ اس کے لیے جوہر قابل کی ضرورت ہے یہ لیکچر ۴ نومبر ۱۹۰۵ء کو صبح کو لودہانہ مین۔ مکانات میان نہال خیاط کے متصل ایک کوٹھی مین ہوا حضرت اقدس ابھی دہلی ہی مین تھے۔ کہ جماعت لودہانہ نے نہایت اصرار اور الحاح سے چاہا۔ کہ واپسی پر حضور لودہانہ قیام فرمادین۔ چنانچہ اس سفارت پر مولوی عبدالقادر صاحب لودہانہ سے دہلی پہنچے اور بالآخر حضرت نے منظور کر لیا۔ ۳ نومبر کی صبح کو حضور لودہانہ پہنچے تھے لودہانہ کے سٹیشن پر جسقدر ہجوم مخلوقات کا تھا اسکی تعداد مین نہین بتا سکتا بجز اسکے کہ ہزارون انسان ہر طبقہ اور ہر عمر اور ہر مذاق کے موجود تھے۔ جماعت لودہانہ نے حضور اور آپکے خدام کا نہایت جوش سے استقبال کیا اور ایک بڑی کوٹھی مین آپ کو اتارا گیا۔ جو لب سڑک واقع تھی۔ لوگوں کا ہجوم ہر وقت رہتا اور حضرت اقدس کی زیارت کیلئے آمد و رفت کا تانتا لگا ہوا تھا گرد و نواح کے اضلاع سے بہت سے احمدی بھی جمع ہو گئے تھے جماعت لودہانہ نے حتی الوسع نہایت قابلیت سے مہمان نوازی کی۔ مگر آخر لوگوں کی کثرت نے اسے بے بس سا کر دیا تاہم انہوں نے جو کچھ کیا اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔ میری رائے مین آیندہ اگر کوئی جماعت کسی وقت حضرت اقدس کو اپنے ہاں بلاوے تو اسکا فرض ہے کہ ان امور پر پہلے ہی غور کر لیا کرے بہرحال قلم کو تجویز ہوئی۔ کہ کل حضرت اقدس کا ایک لیکچر عام ہو۔ راتوں رات جماعت احمدیہ لودہانہ نے پوری مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھ اشتہار چھپوا کر چسپان کر دیا۔ اور علی الصباح تقسیم بھی کر دیا۔ وقت مقررہ پر ہزارون مرد اس احاطہ مین جمع ہو گئے۔ پولیس کا انتظام نہایت ہی قابل تعریف تھا۔ آخر حضرت اقدس کھڑے ہوئے اور آپنے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر

اوّل مین اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہون جسنے مجھے یہ موقع دیا۔ کہ مین پھر اس شہر مین تبلیغ کرنیکے لئے آؤن مین اسی شہر مین ۱۴ برس کے بعد آیا ہون۔ اور مین ایسے وقت اس شہر سے گیا تھا جبکہ میرے ساتھ چند آدمی تھے۔ اور تکفیر تکذیب اور دجال کہنے کا بازار گرم تھا۔ اور مین لوگوں کی نظر مین اس انسان کیطرح تھا جو مطرود اور مخذول ہوتا ہے۔ اور ان لوگونکے خیال مین تھا۔ کہ تھوڑے ہی دنون میں یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جائیگی اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جائیگا چنانچہ اس غرض کیلئے بڑی بڑی کوششین اور منصوبے کئے گئے اور ایک بڑی بھاری سازش میرے خلاف یہ کی گئی۔ کہ مجھ اور میری جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور سارے ہندوستان مین اس فتوے کو پھرایا گیا۔ مین افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ سب سے اوّل مجھپر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا۔ مگر مین دیکھتا ہون اور آپ دیکھتے ہین کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہین اور خدا تعالیٰ نے مجھے ابتک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑھایا۔ میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام شہر شہر مین پھرایا گیا اور دور و قریب کے مولویون اور مشایخوں کی گواہیان اور مہرین اسپر کرائی گئین اسمین ظاہر کیا گیا کہ یہ شخص بے ایمان ہے کافر ہے دجال ہے مفتری ہے کافر ہے بلکہ اکفر ہے غرض جو جو کچھ کسی سے ہو سکا میری نسبت اسنے لکھا اور ان لوگوں نے اپنے خیال مین یہ سمجھ لیا۔ کہ یہی ہتھیار اب اس سلسلہ کو ختم کر دیگا اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افترا ہوتا تو اسکے ہلاک کرنیکے لئے یہ فتوے کا ہتھیار بہت ہی زبردست تھا۔ لیکن اسکو خدا نے قایم کیا تھا پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیونکر مر سکتا تھا۔ جسقدر مخالفت مین شدت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت زمین جڑ پکڑتی گئی۔ اور آج مین خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب مین اس شہر مین آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی۔ اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے۔ اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔

پس اس انقلاب عظیم کو دیکھو کہ کیا یہ انسانی ہاتھ کا کام ہو سکتا ہے۔ دنیا کے لوگوں نے تو چاہا کہ اس سلسلہ کا نام و نشان مٹا دین اور اگر ان کے اختیار مین ہوتا۔ تو وہ کبھی کا اسکو مٹا چکے ہوتے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جن باتوں کا ارادہ فرماتا ہے دنیا انکو روک نہین سکتی اور جن باتوں کا دنیا ارادہ کرے مگر خدا تعالیٰ ان کا ارادہ نہ کرے وہ کبھی ہو نہین سکتی ہین۔

غور کرو! میرے معاملہ مین کل علماء اور پیر زادے اور گدی نشین مخالف ہوئے۔ اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو بھی میری مخالفت کیلئے اپنے ساتھ ملایا۔ پھر میری نسبت ہر طرح کی کوشش کی مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے مجھپر کفر کا فتویٰ دیا۔ اور پھر جب اس تجویز مین بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر مقدمات شروع کئے۔ خون کے مقدمے مین مجھے پھنسانا اور ہر طرح کی کوششین کین۔ کہ مین سزا پا جاؤں۔ ایک پادری کے قتل کا الزام مجھپر لگایا گیا اس مقدمے مین مولوی محمد حسین نے بھی میرے خلاف بڑی کوشش کی اور خود شہادت دینے کیواسطے گیا وہ چاہتا تھا کہ مین پھنس جاؤں اور مجھے سزا ملے مولوی محمد حسین کی یہ کوشش ظاہر کرتی تھی۔ کہ وہ دلائل اور براہین سے عاجز ہے اسلئے کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دشمن دلائل سے عاجز ہو جاتا ہے اور براہین سے ملزم نہین کر سکتا۔ تو ایذا اور قتل کی تجویزین کرتا ہے۔ اور وطن سے نکالدینے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اسکے خلاف مختلف قسم کے منصوبے اور سازشین کرتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین جب کفار مکہ عاجز آگئے اور ہر طرح سے ساکت ہو گئے تو آخر انہوں نے بھی اس قسم کے حیلے سوچے۔ کہ آپ کو قتل کر دین یا قید کرین یا آپ کو وطن سے نکالدیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایذائیں دین مگر آخر وہ سب کے سب اپنے ارادون اور منصوبوں مین نامراد اور ناکام رہے اب وہی سنت اور طریق میرے ساتھ ہو رہا ہے مگر یہ دنیا بغیر خالق اور رب العالمین کے ہستی نہین رکھتی رہی ہے جو جھوٹے اور سچے مین امتیاز کرتا ہے۔ اور آخر سچے کی حمایت کرتا اور اسے غالب کر کے دکھا دیتا ہے اب اس زمانہ مین جب خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے۔ مین اوس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں۔ اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو۔ کہ مین وہی ہوں۔ جسکو قوم نے رد کیا اور مین مقبولوں کی طرح کھڑا ہون۔ تم قیاس کرو۔ کہ اس وقت آج سے چودہ برس۔ پیشتر جب مین یہاں آیا تھا تو کون چاہتا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ ہو - علماء - فقراء - اور ہر قسم کے معظّم مکّرم لوگ یہہ چاہتے تھے کہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاوے وہ کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ ترقیات نصیب ہوں مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جسنے راستبازوں کو غالب کر کے دکھایا ہے - اسنے میری حمایت کی - اور میرے مخالفوں کے خلاف انکی امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اسنے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آرہی ہے اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہو سکتی ہے - کہ دنیا کے بارسوخ لوگ ایک شخص کی ہلاکت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جاویں اسکے لئے خطرناک آگ جلائی جاوے مگر وہ ان سب آفتوں سے صاف نکل جاوے؟ ہرگز نہیں یہہ خدا کے کام ہیں جو ہمیشہ اس نے دکھائے ہیں - پھر اسی امر پر زبردست دلیل یہہ ہے کہ آج سے ۲۵ برس پیشتر جب کہ کوئی بھی میرے نام سے واقف نہ تھا - اور نہ کوئی شخص قادیان میں میرے پاس آتا تھا - یا خط وکتابت رکھتا تھا - اس گمنامی کی حالت میں ان کس مپرسی کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا

یاتون من کل فج عمیق - یاتیک من کل فج عمیق - لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس - رب لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین -

یہہ وہ زبردست پیشگوئی ہے جو ان ایام میں کی گئی اور چھپ کر شائع ہو گئی اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے اسے پڑھا - ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ میں گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا اور کوئی شخص مجھے نہ جانتا تھا خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری پاس دور دراز ملکوں سے لوگ آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے اور ان کے لئے مہمانداری کے ہر قسم کے سامان اور لوازمات بھی آئیں گے - چونکہ ایک شخص ہزاروں لاکھوں انسانوں کو مہمانداری کے جمیع لوازمات مہیا نہیں کر سکتا اور نہ اسقدر اخراجات کو برداشت کر سکتا ہے اسلئے خود ہی فرمایا

یاتیک من کل فج عمیق

انکے سامان بھی ساتھ ہی آئیں گے - اور پھر انسان کثرت مخلوقات سے گھبرا جاتا ہے - اور ان سے کج خلقی کر بیٹھتا ہے - اسلئے اس سے منع کیا کہ ان سے کج خلقی نہ کرنا - اور پھر یہہ بھی فرمایا کہ لوگوں کی کثرت کو دیکھکر تھک نہ جانا -

اب آپ غور کریں کہ کیا یہہ امر انسانی طاقت کے اندر ہے کہ پچیس تیس برس پہلے ایک واقعہ کی اطلاع دے - اور وہ بھی اسی کے متعلق اور پھر اسی طرح پر وقوع بھی ہو جاوے انسانی ہستی اور زندگی کا تو ایک منٹ کا بھی اعتبار نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرا سانس آئیگا یا نہیں پھر ایسی خبر دینا یہہ کیونکر اسکی طاقت اور قیاس میں آسکتا ہے - میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ میں بالکل اکیلا تھا اور لوگوں سے ملنے سے بھی مجھے نفرت تھی - اور چونکہ ایک وقت آنے والا تھا کہ لاکھوں انسان میری طرف رجوع کریں اس لئے اس نصیحت کی ضرورت پڑی

لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

اور پھر انہیں دنوں میں یہ بھی فرمایا

انت منی بمنزلۃ توحیدی - فحان ان تعان وتعرف بین الناس - یعنے وہ وہ وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاوے گی اور تو لوگوں کے درمیان شناخت کیا جاوے گا - اسی طرح پر فارسی - عربی اور انگریزی میں کثرت سے ایسے الہامات ہیں جو اس مضمون کو ظاہر کرتے ہیں -

اب سوچنے کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کا خوف رکھتے ہیں کہ اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک پیشگوئی کی گئی اور وہ کتاب میں چھپ کر شائع ہوئی - براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے جسکو دوست دشمن سب نے پڑھا - گورنمنٹ میں بھی اسکی کاپی بھیجی گئی - عیسائیوں ہندوؤں نے اسے پڑھا - اس شہر میں ہی بہتوں کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ دیکھیں کہ اس میں درج ہے یا نہیں - پھر وہ مولوی (جو محض عداوت کی راہ سے مجھے دجال اور کذاب کہتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی) شرم کریں اور بتائیں کہ اگر یہ پیشگوئی نہیں تو پھر اور پیشگوئی کسکو کہتے ہیں یہہ وہ کتاب ہے جسکا ریویو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے کیا ہے - چونکہ وہ میرے ہم سبق تھے اسلئے اکثر قادیان آیا کرتے تھے وہ خوب جانتے ہیں اور ایسا ہی قادیان - بٹالہ - امرتسر اور گردنواح کے لوگوں کو خوب معلوم ہے - کہ اسوقت میں بالکل اکیلا تھا - اور کوئی مجھے جانتا نہ تھا - اور اسوقت کیحالت سے عند العقل دور از قیاس معلوم ہوتا تھا کہ میرے جیسے ایک گمنام آدمی پر ایسا زمانہ آئیگا کہ لاکھوں آدمی اسکے ساتھ ہو جائیں گے میں سچ کہتا ہوں کہ میں اسوقت کچھ بھی نہ تھا - تنہا وبیکس تھا - خود اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مجھے یہ دعا سکھاتا ہے - رب لا تذرنی فرداً و انت خیر الوارثین - یہہ دعا اس لئے سکھائی کہ وہ پیار رکھتا ہے ان

لوگوں سے جو دعا کرتے ہیں - کیونکہ دعا عبادت ہے اور اس نے فرمایا ہے -

ادعونی استجب لکم

دعا کرو میں قبول کروں گا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغز اور مخ عبادت کا دعا ہی ہے - اور دوسرا اشارہ اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کے پیرایہ میں سکھانا چاہتا ہے کہ تو اکیلا ہے اور ایک وقت آئیگا کہ تو اکیلا نہ رہیگا - اور میں پکار کر کہتا ہوں کہ جیسا یہ دن روشن ہے (اسوقت آفتاب نکلا ہوا تھا - ایڈیٹر) اسی طرح یہ پیشگوئی روشن ہے اور یہ امر واقعی ہے کہ میں اسوقت اکیلا تھا

کون کھڑا ہو کر کہہ سکتا ہے کہ تیرے ساتھ جماعت تھی

مگر اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کے موافق اور اس پیشگوئی کے موافق جو اس نے ایک زمانہ پہلے خبر دی ایک کثیر جماعت میرے ساتھ کردی -

(باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

یہہ اطلاع ایک اشد ضرورت کے موقع پر دیجاتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ کچھ مدت سے الگ جمع کیا جاتا ہے جسمیں سے اس سلسلہ کے بعض غریب طلباء کی جو کالجوں میں اور اس سکول میں تعلیم پاتے ہیں امداد کیجاتی ہے اور جسمیں سے بعض ابن السبیل کے راہ کا خرچ اور غرباء بیکس کا کفن دفن کیا جاتا ہے - یہ تمام اخراجات اس فنڈ سے کئے جاتے تھے لیکن فنڈ میں اسوقت روپیہ ختم ہو گیا ہے جس سے اون غریب طلباء اور متذکرہ بالا ضروری اخراجات کے لئے سخت مشکل پڑ گئی ہے جو صرف اسی طرح دور ہو سکتی ہے کہ ہر ایک صاحب ذی ثروت اس کام کو اہم سمجھ کر اسکی طرف خاص توجہ کرے اور جو زکوٰۃ اوس کے ذمہ ہے وہ امین زکوٰۃ فنڈ کے نام جلد ارسال کر دے - کیونکہ دیر سے بہت اخراجات بند پڑے ہیں ان کا تدارک کیا جاوے - ہم امید کرتے ہیں کہ اگر ہر ایک صاحب ذی ثروت نے کچھ بھی توجہ اسطرف کی تو ان اخراجات کے لئے اتنا کافی سٹاک جمع ہو جائیگا جو کئی مہینوں تک کافی ہوگا

نور الدین امین زکوٰۃ

اطلاع

مکرمی شیخ صاحب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - عکس مکتوب مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو اگست کے مہینہ میں میگزین میں چھپا ہے - اسکے متعلق بعض دوست خطوط لکھتے ہیں کہ آیا شیشہ میں لگوانیکے لئے یہ مکتوب الگ مل سکتا ہے یا نہیں - ان خطوط کا الگ الگ جواب دینا مشکل ہے - اور میگزین کے نکلنے میں دیر ہے - اسلئے آپ اپنے اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کردیں کہ اس عکس کی چند کاپیاں رسالہ سے بڑھی ہوئی دفتر میں موجود ہیں جو ایک آنہ (۱؍) فی کاپی کے حساب سے ہم دے سکیں گے اگر کوئی دوست لینا چاہتے ہوں تو فی الفور اطلاع دیں - اور دیگر یہ کہ بہتر ہو کہ چار چار پانچ پانچ دوست ملکر منگوائیں تا محصول وغیرہ کی کفایت ہو - آسانی کے لئے اس عکس کی دوسری طرف موجودہ رسم الخط میں مکتوب کی عبارت سطر بسطر دیدی گئی ہے -

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

ضروری گذارش

یجور وید کی تفاسیر کا اردو ترجمہ تیار کرنے کا میں نے انتظام کر لیا ہے پس جو صاحب اسے چھپوانے کا انتظام فرما سکتے ہوں مطلع کریں - میں اس ضخیم کتاب کو خود نہیں چھپوا سکتا -

(۲) تحفہ آریہ سماج یعنے آریہ سماج کی پول اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے پس اسے بھی دوبارہ چھپوانے کا جو صاحب انتظام کر سکتے ہوں مجھ سے خط وکتابت کریں -

خاکسار عبد العزیز - (اجگد مہابرشاد ورما) معرفت مطبع قاسمی شہر لدھیانہ پنجاب -

ضرورت

سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مجھے ایک معلّمہ کے واسطے زنانہ مدرسہ گوریالی تحصیل و ضلع گجرات کے ضرورت ہے - ایک احمدی معلّمہ کو ترجیح دیجاوے گی - معلّمہ قرآن کریم - اردو - حساب - سینا اور پرونا اور کاڑھنا جانتی ہو - تنخواہ مبلغ عنہ روپیہ ماہوار اور مکان مفت دیا جاوے گا - اپنے گوہر بار اخبار کے کسی گوشہ میں اسکو چھاپ کر ممنون فرماویں ہو

میاں سندر ملک مولا بخش منیجر زنانہ مدرسہ گوریالی